

مَنْ آتَى خَلْقَ مِنَ الْمَاءِ بَشِيرًا فَجَعَلْنَاهُ نَسِيبًا مِمَّا يَرْثُونَ

اللہ وہ ہیں جنہوں نے پانی سے آدمی کو بنایا

پھر اس کو خاندان والا اور سسرال والا بنایا (الفرقان)

حُرْمَتِ مُصَاهَرَت

یعنی

سسرالی اور دامادی رشتوں کے مفصل احکام
اور ناجائز انتفاع کا مدلل حکم

سعید احمد پالن پوری استاذ دارالعلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ حجاز دیوبند (یو پی) ۲۳۷۵۵۲

وَلَا تَقْرَبُوا الزَّانَاةَ كَانَ فَاِحْشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا (بنی اسرائیل)

ترجمہ :- اور زنا کے پاس نہ جاؤ، یقیناً وہ بے حیائی اور بد راہی ہے۔
تفسیر :- یعنی زنا کرنا تو درکنار، اس کے پاس بھی نہ جاؤ، گویا لا فحشاء
میں مبادی زنا سے بچنے کی ہدایت کر دی گئی، مثلاً اجنبی عورت کی
طرف بدون اذن شرعی نظر کرنا، یا بوس و کنار کرنا وغیرہ وغیرہ۔

(فوائد شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ)

الحاصل مبادی زنا سے روکنا از قبیل تشدید ہے، اس حکم کا
منشایہ ہے کہ لوگ زنا سے بچیں، اسی طرح ناجائز انتفاع سے ثابت
ہونے والی حرمت بھی از قبیل تشدید ہے، اور زنا کی لعنت روکنے
میں مُمَدِّد و معاون ہے۔

(ابو بکر جصاص رازی رحمۃ اللہ علیہ)

فہرست مضامین

۳۴	استحسان کی تعریف	۵	وجہ تصنیف
۳۵	قیاس علی اور خفی کی تعریفات		مصاہرت کے لغوی اور
۳۶	ترجیح کے وجوہ	۷	اصطلاحی معنی
	{ زیر بحث مسئلہ میں	۹	حرمت مصاہرت کے معنی
۳۶	{ قیاس علی و خفی		وہ رشتے جو مصاہرت کی وجہ
۴۰	بعثت انبیاء کے مقاصد اربعہ	۱۰	سے حرام ہوتے ہیں
۴۲	علت جانتے کا طریقہ		ناجائز ارتفاع سے ثابت ہونے والی
۴۳	مناظر ثلاثہ اور ان کی مثال سے توضیح	۱۲	حرمت زانی زانیہ تک محدود
۴۴	حرمت مصاہرت کی حقیقی علت		رہتی ہے۔
۴۷	ایک شبہ کا جواب	۱۳	ثبوت حرمت کے اسباب
۴۹	بچہ کے طرفین کا جبر ہونے کی دلیل	۱۴	نکاح فاسد و باطل کی تعریفات
۵۰	ایک شبہ کا جواب	۱۶	شرائط اسباب
۵۱	باپ سے نسب کیوں ثابت ہوتا ہے؟	۲۱	نقلی دلائل
۵۱	ولد علت خفی ہے	۳۱	دواعی جماع حکم جماع ہیں
۵۳	{ ظاہری علامت کو حقیقی علت		زنا حرمت مصاہرت میں
۵۳	{ کی جگہ رکھنے کی دوسری مثال	۳۳	{ حکم جماع ہے
۵۴	جماع علت حقیقی کا قائم مقام ہے	۳۴	مسئلہ کی عقلی دلیل

۶۹	{ ایک صورت میں متارکت فعلی بھی کافی ہے	۵۵	جماع بھی سبب خفی ہے
۷۰	{ ایک صورت میں عورت کی طرف سے بھی متارکت ہو سکتی ہے	۵۶	نکاح، جماع کا قائم مقام ہے
۷۱	{ اگر شوہر متارکت نہ کرے تو؟	۵۷	دواعی جماع بحکم جماع ہیں
۷۲	{ قاضی کا ہونا ضروری ہے؟	۵۸	سبب دواعی کیوں معتبر نہیں؟
۷۳	{ طریق فیصلہ	۵۹	فرج داخل کی تخصیص کیوں؟
۷۴	{ حلف، تصدیق اور شہادت کے متعلق ضروری توضیح	۶۰	خلاصہ بحث
۷۵	{ ایک ضروری فائدہ	۶۱	قوت اثر کا بیان
۷۶	{ مسئلہ اول	۶۲	قوت نتیجہ کا بیان
۷۷	{ مسئلہ دوم	۶۳	ایک روایت پر نظر
۷۸	{ انزال ہو جائے تو حرمت ثابت نہ ہوگی	۶۴	ابن عباسؓ کا مذہب
۷۹	{ چند جائز رشتے	۶۵	{ ابن عباسؓ کے تلامذہ حرمت کے قائل ہیں
۸۰	{ سالی کے ساتھ زنا کرنے کا حکم	۶۶	{ بے خبری، جہالت اور بھول سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی
۸۱	{ بہو کو شہوت کے ساتھ پھرنے کا حکم	۶۷	{ حرمت مصاہرت قائم ہونے سے نکاح فاسد ہو جاتا ہے اور دوسری جگہ نکاح کیلئے متارکت قولی ضروری ہے
۸۲	{ ایک شبہ کا جواب	۶۸	
۸۳	{ مسئلہ پر آخری نظر		

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

دیباچہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى اِذَا بَعْدَ
حرمتِ مصاہرت کا مسئلہ، خصوصاً لمس و نظر اور حرام جماع سے
ثبوتِ حرمت کا معاملہ — دلائل کے اعتبار سے — فقہ حنفی کا
دقیق مسئلہ ہے، دوسروں کے اعتراضات سے قطع نظر بہت سے
حنفی علماء کو بھی اس مسئلہ میں تشفی نہیں ہوتی، میرے اجداد نے کئی بار
اس مسئلہ کے سلسلہ میں میری طرف رجوع کیا، ان کو جواب لکھتے وقت
ہمیشہ یہ خیال دل میں آتا تھا کہ اس مسئلہ کو مکمل طور پر رقم کر لوں، لیکن
مشیتِ ایزدی کہ اس کا موقع نہ آتا تھا۔

حسن اتفاق سمجھئے کہ گجراتی ماہنامہ ”تبلیغ“ (ترکیسر) میں حرمتِ
مصاہرت کے سلسلہ میں کسی کا ایک فتویٰ شائع ہوا، جس پر برطانیہ میں
مقیم ایک گجراتی مسلمان نے چند اعتراضات ایڈیٹر کو لکھ بھیجے رسالہ
کے مدیر مولانا غلام محمد نور گت صاحب نے اس پیج میرز کو حکم فرمایا کہ اس
کا جواب لکھے، طبیعت کسی طرح آمادہ نہیں ہوتی تھی۔ کیونکہ اعتراضات

نہ علمی تھے نہ منطقی، اس لئے جواب جاہلاں باشند خموشی پر عمل مناسب معلوم ہوتا تھا، لیکن موصوف کا اصرار بڑھتا گیا، درحقیقت وہ اپنے ماہنامہ کے لئے مضمون لکھوانا چاہتے تھے۔ چنانچہ جب میں اس مسئلہ پر لکھنے کے لئے بیٹھا تو محسوس ہوا کہ خالی الذہن قاری کے سامنے جب تک مسئلہ کے تمام گوشے نہ آجائیں بات کماحقہ سمجھنا دشوار ہے چنانچہ تفصیل ناگزیر ہو گئی، مسئلہ دقیق ہے، نیز عقلی دلائل کا سمجھنا بھی ہر شخص کا کام نہیں، تاہم امکانی سعی کی گئی ہے کہ مسئلہ واضح ہو جائے۔

امید ہے قارئین کرام بحث کی روشنی میں بات اچھی طرح سمجھ سکیں گے
وما توفیقی الا باللہ، وبنعمتہ تتحرر المصالحات

سعید احمد پالن پوری دارالعلوم اشرفیہ راندر ضلع سورت

۲۵/۹/۱۹۷۰ء

مقدمہ طبع ثانی

عرصہ سے کتاب کا ایڈیشن ختم تھا، احباب کا مسلسل اصرار رہا کہ دوبارہ شائع کی جائے، چنانچہ نظر ثانی کر کے اور ایک ضروری مسئلہ بڑھا کر اشاعت کے لئے دی جا رہی ہے، اللہم وفقنا لما نختب وتوضی

سعید احمد، عفا اللہ عنہ، خادم دارالعلوم دیوبند

یکم محرم الحرام ۱۴۰۵ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حُرْمَتِ مَصَاهِرَت

مُصَاهَرَةُ بَابُ مُفَاعَلَةٍ کا مصدر ہے، اس کا مجرد، صہر، باب فتح سے استعمال ہوتا ہے، صَهَرَ الشَّيْءَ کے معنی قریب کرنا اور باب مُفَاعَلَةٍ سے ”صَاهَرَهُ الْقَوْمُ“ اور ”فِي الْقَوْمِ“ کے معنی ہیں داماد بننا۔ الصَّهْرُ کے معنی داماد، خسر اور بہنوں کے ہیں، اس کی جمع أَصْهَارُ آتی ہے۔ دو آدمیوں میں جو قرابت پائی جاتی ہے اس کے لئے عربی زبان میں صَهْرٌ اور نَسَبُ کے الفاظ مستعمل ہیں، پھر وہ قرابت جس سے خاندانی رشتہ قائم ہوتا ہے اور نسل کا سلسلہ چلتا ہے ”نَسَبُ“ کہلاتی ہے، اور صَهْرُ وہ قرابت ہے جو عورتوں کے ذریعہ چلتی ہے اور جس سے خسر اور دامادی کا رشتہ قائم ہوتا ہے۔ اول کو ”ذَوِی نَسَبٍ“ اور ثانی کو ”ذَوَاتِ صَهْرٍ“ (سسرالی رشتہ دار) کہتے ہیں۔

۱۔ شیخ سلیمان جبل : حاشیہ جلالین ۲/۲۷۸۔ زمخشری: الکشاف
من حقائق التنزیل ۲/۹۸۱ (مطبوعہ کلکتہ)

زواتِ سہر کی دو قسمیں ہیں :

(۱) عورت کے محارم (مرد و عورت) جیسے عورت کے والدین بھائی ان کی اولاد، چچا، ماموں، خالائیں، اور پھوپھیاں عورت کے یہ سب رشتے مرد کے لئے اصرہار ہیں۔

(۲) اسی طرح کی قرابت رکھنے والے رشتے شوہر کی جانب سے عورت کے لئے اصرہار ہیں۔

ابن السکیت نے فرمایا ہے کہ فرق کرنے کے لئے اول کو اختان اور ثانی کو احما کہتے ہیں، اور اصرہار کا لفظ دونوں کے لئے عام ہے فقہاء کرام باب المحرمات میں ہی محرمات کے لئے ”محرمات نسبہ“ اور رضاعی و سسرالی رشتوں کے لئے ”محرمات سببیہ“ کا لفظ استعمال کرتے ہیں، کیونکہ رضاعت اور مصاہرت کا مدار خند اسباب پر ہے، جیسا کہ عن قریب واضح ہوگا۔

۱۔ محارم: محرم کی جمع ہے جس کے لغوی معنی ہیں ”حرام“ اور شریعت کی اصطلاح میں محرم وہ مرد یا عورت ہے جس کے ساتھ ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہے، خواہ نسبی رشتہ کی وجہ سے حرام ہو یا سسرالی رشتہ کی وجہ سے یا دودھ پینے کی وجہ سے یا ناجائز انتفاع کی وجہ سے ۱۲۔ حمل حوالہ بالا، عمدۃ القاری ص ۲۹۳

تفصیل بالا سے واضح ہوا کہ انسانوں کے درمیان دو طرح کے تعلقات ہوتے ہیں۔ اول نسب اور خون کے رشتے، دوم سسرالی رشتے یہ دوسری قسم کا رشتہ درحقیقت دو علیحدہ علیحدہ خاندانوں کو ایک دوسرے کا جز بنا دیتا ہے (جیسا کہ آئندہ واضح ہوگا) اس لئے اس کو مصاہرت کہتے ہیں، یعنی وہ رشتہ جو ایک خاندان کو دوسرے خاندان سے قریب کر دیتا ہے، اسلام نے دونوں قسم کے رشتوں کے احترام کا حکم دیا ہے، قرآن عزیز میں ارشاد باری ہے

هُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا ۖ اللَّهُ وَهِيَ جَنُوحٌ نَّعْتَمِدُ عَلَىٰ
فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا .

(الفرقان) سسرال والا بنایا۔

اللہ پاک نے یہ تذکرہ موضع امتنان میں فرمایا ہے جو ان رشتوں کی عظمت اور قابل احترام ہونے کی دلیل ہے لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَىٰ مَنْ عَلَيْنَا بِالْمَصَاهِرِ كَمَا مَنْ بِالنَّسَبِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا، وَالْحَكِيمُ انْمَا يُؤْنِ بِالْعَمَّةِ . (کفایہ شرح ہدایہ) اور حرمت کے معنی ہیں احترام و عزت پس حرمت مصاہرت کے معنی ہوں گے قرب تعلق کا احترام چنانچہ فقہار کرام بھی اس کا وصف

شبیہ بالقرابة (رشتہ کے مشابہ حالت) جیسے وقیع الفاظ سے تعارف کرتے ہیں۔ (کتاب الفقہ ص ۶۲)

وہ رشتے جو مصاہرت کی وجہ سے حرام
حرمت مصاہرت ہیں پانچ ہیں۔

(۱) اصول شوہر بی و رضاعی۔ جیسے شوہر کا نسبی یا رضاعی باپ دادا، نانا (اد پر تک) اس میں عورت اصول شوہر کے لئے بیٹی کے مشابہ ہو جاتی ہے، اور یہ حرمت شوہر کے ساتھ عقد نکاح ہوتے ہی ثابت ہو جاتی ہے خواہ شوہر نے اس عورت سے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو۔
 (۲) فروع شوہر بی و رضاعی جیسے شوہر کا نسبی و رضاعی بیٹا، پوتا، نواسا، (نیچے تک) اس میں عورت فروع شوہر کے لئے ماں کے مشابہ ہو جاتی ہے، اور یہ حرمت بھی نفس عقد ہی سے ثابت ہو جاتی ہے، اور عورت شوہر کے تمام فروع کے لئے حرام ہو جاتی ہے۔

(۳) اصول زوجہ بی و رضاعی جیسے بیوی کی نسبی یا رضاعی ماں، اور اس کی دادی، نانی (اد پر تک) اس میں مذکورہ عورتیں شوہر کے لئے بمنزلہ ماں کے ہو جاتی ہیں۔ اور یہ حرمت بھی نفس عقد سے ثابت ہو جاتی ہے اگرچہ زوجہ غیر موطوۃ ہو۔ درمختار میں ہے وَحَرَّمَ بِالْمَصَاهِرِ

یعنی نکاح کے بعد شوہر نے بیوی سے صحبت نہ کی ہو اور اس کو طلاق دیدی ہو

بنتُ زوجتہ الموطوءة، وَاُمُّ نِزَاجَتِہ وَجَدَاتِہَا مَطْلَقًا بِعَدَدِ
العقدِ الصَّحیح، وَاِنْ لَمْ تُوطَأِ الزَّوْجَةُ۔ لِمَا تَقَرَّرَ أَنَّ وَطْءَ الْاِمْهَاتِ
يُحَرِّمُ الْبَنَاتِ، وَنِكَاحُ الْبَنَاتِ يُحَرِّمُ الْاِمْهَاتِ.

ترجمہ: حرام ہو جاتی ہے مصاہرت کی وجہ سے اس بیوی کی لڑکی
(پوتی تو اسی) جس سے صحبت ہو چکی ہے اور حرام ہو جاتی ہیں بیوی کی
ماں، دادی، نانی مطلقاً محض صحیح نکلح ہونے سے، اگرچہ بیوی سے
صحبت کی نوبت نہ آئی ہو۔ اس ضابطہ کی وجہ سے جو طے شدہ ہے کہ
”ماں سے صحبت بیٹی کو حرام کرتی ہے اور بیٹی سے نکلح ماں کو
حرام کرتا ہے۔“ (شامی ص ۲۸۳)

(۴) فروع زوجہ نبی و رضاعی۔ جیسے بیوی کی نبی یا رضاعی
لڑکی، یا بیوی کے لڑکے کی لڑکی یا لڑکی کی لڑکی (نیچے تک) یہ سب
شوہر کے لئے بمنزلہ بیٹی کے ہو جاتی ہیں۔ لیکن یہ حرمت صرف عقد صحیح
ہونے سے ثابت نہیں ہوتی، اس کے لئے بیوی سے دخول یا
لمس و نظر بالشہوت کا پایا جانا ضروری ہے۔ واللہ اعلم بالصواب
کالدخول عند ابی حنیفۃ۔ (شامی)

(۵) اصول و فروع نبی و رضاعی ایسے مرد و زن کے ایک
دوسرے پر حرام ہو جاتے ہیں جنہوں نے ایک دوسرے سے صحبت کی ہو

یا کسی ایک نے دوسرے کو شرائط معتبرہ کے ساتھ چھو یا ہو، یا مرد نے عورت کی اندام نہانی کو یا عورت نے مرد کے ”عضو تناسل“ کو بشرائط معتبرہ ادیکھا ہو ومن زنی بامرأة حرمت علیہ اثمها ای وان عکث فتدخل الجذات بناء علی ما قدمه من ان الالم هی الاصل لعة وابنتها وان سفلت وکذا تحرم المذنی بها علی اباء الزنی واجدادہ وان علوا وابناءه وان سفلوا۔ (فتح القدیر ۱۲۶/۳)

ترجمہ: اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے تو اس شخص پر اس عورت کی ماں حرام ہو جاتی ہے یعنی اگرچہ وہ ماں اوپر کی ہو پس اس حکم میں دادی نانی بھی داخل ہوں گی، کیونکہ پہلے یہ بات آچکی ہے کہ اُم کے لغوی معنی اصل کے ہیں۔ نیز اس شخص پر اس عورت کی بیٹی بھی حرام ہو جاتی ہے اگرچہ نیچے کی ہو اسی طرح وہ عورت جس سے زنا کیا گیا ہے زانی کے باپ دادا پر حرام ہو جاتی ہے اگرچہ وہ اوپر کے ہوں اور زانی کے بیٹوں پر حرام ہو جاتی ہے اگرچہ وہ نیچے کے ہوں۔

ایک ضروری مسئلہ | زنا اور حرام لمس و نظر سے جو حرمت ثابت ہوتی ہے وہ زانی زانیہ تک محدود رہتی

ہے، ان کے اطراف یعنی ان کے اصول اور ان کی اولاد میں حرمت پیدا نہیں ہوتی مثلاً زید اور فاطمہ میں ناجائز تعلق رہا تو زید پر فاطمہ کے اصول

وفروع اور فاطمہ پر زید کے اصول وفروع حرام ہوں گے مگر زید کی وہ مذکر و مؤنث اولاد جو کسی اور عورت سے ہے، یا فاطمہ کی وہ مذکر و مؤنث اولاد جو کسی اور مرد سے ہے ان میں حرمت ثابت نہ ہوگی، اسی طرح زید کے مذکر اصول (باپ، دادا، نانا) اور فاطمہ کے مؤنث اصول (ماں، دادی، نانی) میں اور فاطمہ کے مذکر اصول اور زید کے مؤنث اصول میں بھی حرمت ثابت نہ ہوگی، علامہ شامی بحر الرائق سے نقل کرتے ہیں کہ: یجوز لاصول الزانی وفروعہ اصول المزی بہا وفروعہا۔ (شامی ص ۲۶۲) ترجمہ: زانی کے اصول وفروع کے لئے مزیہ کے اصول وفروع حلال ہیں

ثبوت حرمت کے اسباب | حرمت مصاہرت کا ثبوت مندرجہ ذیل چار سببوں میں سے کسی ایک سبب کے پائے جانے سے ہوتا ہے۔

① نکاح صحیح۔ اس سے بالاتفاق حرمت ثابت ہوتی ہے البتہ فروع زوجہ اس سے مستثنیٰ ہیں، جیسا کہ گذر چکا اور فقط نکاح فاسد سے اخاف کے نزدیک حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی، البتہ اگر نکاح فاسد کے بعد آئندہ مذکور ہونیوالے اسباب ثلاثہ میں سے کوئی سبب پایا جائے تو پھر حرمت ثابت ہو جائے گی، قال ابن عابدین قوله الصحیح احتراز عن النکاح الفاسد فانہ لا یوجب بمجردہ حرمة المصاہرة بل

بالوطء او ما يقوم مقامه من المس من الشهوة والنظر بشهوة اه

(رد المحتار ۲/۳۸۳) وقال في بحث النكاح الفاسد: والحاصل انه لا فرق

بينهما في غير العدة (ضج ۳۸۳) — نكاح باطل کا بھی یہی حکم ہے یعنی

عقد باطل سے تو حرمت ثابت نہ ہوگی البتہ آگے بیان ہونے والے اسباب

ثلاثہ میں سے کوئی سبب پایا جائے تو پھر حرمت ثابت ہو جائے گی فی

رد المحتار لا فرق بین الفاسد والباطل فی النکاح بخلاف البیع اه

لہ اگر محل (عورت) میں قبول عقد کی صلاحیت ہی نہ ہو تو وہ نکاح باطل ہے بالفاظ دیگر

اگر صالح محل موجود نہ ہو تو نکاح باطل ہوگا جیسے غیر کی منکوحہ در آنحالیکہ اس کے

منکوحۃ الغیر ہونے کا علم بھی ہو تو اب اس محل میں دوسرا عقد (نکاح) قبول کرنے کی

صلاحیت ہی نہیں ہے، کیونکہ دو ملکیتیں بیک وقت ایک محل میں جمع نہیں ہو سکتیں

اس لئے منکوحۃ الغیر (مع علم نکاح) کا نکاح ثانی باطل ہے۔

اور اگر محل میں قبول عقد کی صلاحیت تو ہو، لیکن شرائط عقد کے فقدان کی بنا پر

پر خرابی آئی ہے تو یہ نکاح فاسد ہوگا، یعنی نکاح کے لئے موانع کا ارتفاع اور شرائط کا

وجود ضروری ہے، اگر دونوں میں سے کوئی ایک بات حاصل نہ ہو تو پھر یہ نکاح فاسد

ہوگا، مثلاً نکاح کے لئے ضروری ہے کہ وہ عورت محرم نہ ہو، اور گواہ، ایجاب و قبول وغیرہ

شرائط کا وجود ضروری ہے، اب اگر کوئی اپنے محرم سے عقد کرے تو یہ عقد فاسد ہوگا

ارتفاع موانع کے فقدان کی بنا پر، اسی طرح اگر کوئی بغیر گواہ کے نکاح کرے تو یہ

بھی فاسد ہوگا لعدم وجود الشرائط، قال ابن عابدین: (باقی ص ۱۳)

② وطی۔ (الف) خواہ عقد صحیح کے بعد ہو۔ (ب) یا عقد فاسد و باطل کے بعد ہو۔ (ج) یا زنا ہو۔

تفصیل | (الف) عقد صحیح کے بعد وطی کے متعلق ائمہ کا اجماع ہے کہ حرمت ثابت ہو جائے گی۔

(ب) عقد فاسد و باطل کے بعد وطی ہو تو اس میں بھی اجماع ہے کہ حرمت مضاہرت ثابت ہو جائے گی۔

(ج) زنا کے متعلق حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام احمدؒ کا مذہب یہ ہے کہ اس سے بھی حرمت ثابت ہو جائے گی، اگرچہ دونوں اماموں کی شرائط میں معمولی اختلاف ہے، مالکی حضرات کے یہاں دو قول ہیں، لیکن معتد قول عدم حرمت کا ہے، امام شافعیؒ کے نزدیک زنا سے حرمت ثابت نہیں ہوتی، وبقولنا قال مالک فی روایۃ، واحمد خلافاً للشافعی ومالک فی اخری (فتح ابن ہمام)

(بقیہ ص ۱۶) (قوله نکاحاً فاسداً) ہی المنکوحۃ بغیر شہود و نکاح امرأۃ الغیر بلا علم بانہا متزوجۃ، و نکاح المحارم مع العلم بعدم المحل ففسد عند خلافا لہما۔ لہ امام احمدؒ کے مذہب کے لئے دیکھئے کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ۔ لہ ابن العربیؒ مالکی (مصنف احکام القرآن و شرح ترمذی) ثبوت حرمت کے قائل ہیں ان کی احکام القرآن میں آیات متعلقہ کی تفسیر دیکھیں لہ کتاب الفقہ ۱۲

(۳) مس (چھونا، جائز ہو یا ناجائز) سے صرف اخاف کے نزدیک حرمت ثابت ہوتی ہے۔

(۴) نظر یعنی عورت کی فرج داخل یعنی اندرونی شکاف کی طرف مرد کے دیکھنے یا مرد کے عضو کو عورت کے دیکھنے (جائز ہو یا ناجائز) سے بھی صرف اخاف کے نزدیک حرمت ثابت ہوتی ہے۔

شرائط اسباب | حرمت مصاہرت کے ثبوت کے لئے جو چار اسباب بیان ہوئے ان کے سبب بننے کے لئے چند شرائط ہیں۔ ذیل میں ان کو مفصل بیان کیا جاتا ہے ان کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے کیونکہ ان شرائط کے بغیر وہ اسباب، اسباب حرمت نہیں بنتے، نیز دھوکہ بھی ان شرائط کے عدم استحضار سے ہوتا ہے، اس لئے ان کو بے غبار کر کے بیان کیا جاتا ہے، البتہ اختصار کے لئے ہم صرف مذہب حنفی کے شرائط بیان کرتے ہیں۔

(۱) پہلے بیان ہو چکا ہے کہ عقد صحیح یا فاسد یا باطل کے بعد حرملی ہوتی ہے اس سے بالاتفاق حرمت ثابت ہوتی ہے، لیکن اس کیلئے تین شرطیں ہیں (الف) موطوۃ زندہ ہو۔

(ب) موطوۃ مشتبہ ہو یعنی نو سال عمر مکمل ہو چکی ہو، فی

لہ موطوۃ: وہ عورت جس سے صحبت کی گئی ہے۔

الدرا المختار بنت، مستهادون قسم لیست بمشتہاء، بہ یفتی۔ اسی طرح واطی بھی مشتی ہو یعنی بارہ سال مکمل ہو چکے ہوں قال ابن عابدین۔ لابد فی کل منہما من سن الہمراہقۃ وأقلہ ثلاثی قسم وللدرا اثنا عشر (ج) صحبت اگلی راہ میں ہو پچھلی راہ میں نہ ہو۔

ملحوظہ حیض، نفاس، احرام، روزہ ثبوت حرمت کے لئے مانع نہیں ہیں، اس لئے حائضہ، نفاس والی عورت، صائمہ اور محرمہ کے ساتھ وطی کرنے سے بھی حرمت ثابت ہو جائے گی۔

(۲) مس (چھونے) کے سبب حرمت بننے کے لئے آٹھ شرطیں ہیں۔
 (الف) کوئی حائل (آڑ) نہ ہو یا اس قدر خفیف ہو کہ ایک کی گرمی دوسرے کو پہنچنے میں مانع نہ ہو، فی الدرا المختار: لو بجائیل لایمنع الحرارۃ قال ابن عابدین فی شرحہ: فلو کان مانعاً لانتبت الحرمة کذا فی اکثر الکتب، حیلہ ناجزہ میں ہے ”ایک شرط یہ بھی ہے کہ ایسا کپڑا حائل نہ ہو جو بدن کی گرمی محسوس ہونے کو روک دے، پس اگر کسی نے باوجود ایسا کپڑا حائل ہونے کے کپڑے کے اوپر سے لمس کیا یا بوسہ لیا ہے تو وہ حرمت مصاہرت کا موجب نہیں“

(ب) وہ بال جو سر سے نیچے لٹکے ہوئے ہیں ان کو چھونے سے حرمت ثابت نہ ہوگی۔ راجح قول یہ ہے کہ صرف ان بالوں کو چھونے سے

حرمت ثابت ہوتی ہے جو سر سے ملے ہوئے ہیں۔ درمختار میں ہے ولو

لشعر علی الرأس قال ابن عابدین: خرج به المسترسل

(ج) چھوتے وقت جانین میں یا کسی ایک میں شہوت ہو۔ مرد

کے لئے شہوت کی تعریف انتشار آلہ ہے اگر پہلے سے انتشار نہ ہو یا زیاد

انتشار ہے اگر پہلے سے انتشار ہو اور عورت اور ایسے بیمار یا بوڑھے کیلئے

جن کو انتشار نہ ہوتا ہو قلب کا لذت پانا ہے قوله بشهوة ای ولو من

احدهما (شامی) وحدها فيهما تحرك الله اوزيادته به يفتي وفي امرأة

وغوشية كبر تحرك قلبه اوزيادته۔ (درمختار)

(د) شہوت، چھونے کے ساتھ مقارن ہو، اگر چھونے کے بعد

شہوت پیدا ہوئی تو اس سے حرمت ثابت نہ ہوگی۔ فی الدر المختار:

والعبرة للشهوة عند المس والنظر لا بعدهما قال في الفتح: فلو مس

بغير شهوة ثم اشتبهى عن ذلك المس لا تحرم عليه۔

(ه) شہوت ساکن ہونے سے پہلے انزال نہ ہو گیا ہو ورنہ

حرمت ثابت نہ ہوگی، فی الدر المختار هذا اذا لم ينزل فلوا نزل مع

مس أو نظر فلا حرمة، به يفتي قال الشامي: لانه بالانزال تبين انه

غير مقص الى الوطء هدايه قال في العناية كان حكمها موقوف الى ان

يتبين بالانزال فان انزل لم تثبت والا ثبت ايم (شامی ص ۳۳۳)

(دو) عورت کی عمر نو سال سے کم نہ ہو، اور مرد کی عمر بارہ سال سے کم نہ ہو
 (ز) اگر چھوٹے والی عورت ہے اور وہ شہوت کا دعویٰ کرے تو
 شوہر کو عورت کی خبر کے متعلق صدق کا ظن غالب حاصل ہو جائے، اسی
 طرح اگر چھوٹے والا مرد ہے اور شہوت کا دعویٰ کرے تو بھی شوہر کو اس
 کی خبر پر صدق کا ظن غالب ہونا ضروری ہے۔ فی الدائم المختار ثبت الحزمۃ
 بلمسہا مشروط بان یصدقہا و یقع اکبرانہ بصدقہا۔ کیونکہ عورت
 کے اس دعویٰ میں شوہر کا حق باطل کرنا ہے، اور اس کے لئے صرف
 دعویٰ کافی نہیں ہے، بلکہ شوہر کی تصدیق ضروری ہے، یا پھر شرعی گواہ (دو)
 مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں تو پھر شوہر کی تصدیق کی حاجت نہ ہوگی۔
 اگر شہوت شرعی نہ ہو سکے لیکن شوہر کو علم ہو تو دیانۃ حرمت ثابت ہو
 جائے گی، لہذا اگر خاوند کو غالب گمان ہو کہ ایسا واقعہ ضرور ہوا ہے جس سے
 حرمت مصاہرت متحقق ہو جاتی ہے، تو اس کو انکار کرنا حرام ہے۔ (حلیہ ناجزہ)
 اگر عورت اپنے دعوے میں سچی ہو لیکن شوہر کو صدق کا ظن غالب
 نہ ہو نا ہو یا شوہر نے بدراہی اختیار کر کے جھوٹا حلف کر لیا اور شہادتِ مقبرہ

لے دیکھئے امداد الفتاویٰ (مطبوعہ کراچی) ۲/۳۲۰ و ۳۲۱ مسئلہ ۲۷۔

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۳، ص ۱۱۸ و ۱۱۲۲ احسن الفتاویٰ ص ۴۱

۲۷ امداد الفتاویٰ ۲/۳۰۸، ۳۸۱۔

پیش نہ ہو سکی اس لئے قاضی نے مقدمہ خارج کر دیا، یعنی نہ تفریق کی نہ زوجیت میں رہنے کا حکم دیا تو عورت کے لئے ضروری ہے کہ جہاں تک قدرت ہو شوہر کو مجامعت سے باز رکھے بلکہ خلع وغیرہ کے ذریعہ اپنے آپ کو اس سے علیحدہ کرنے کی کوشش کرے، اور اگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہو تو جب تک اس کا بس چلے اس شوہر کو کبھی پاس نہ آنے دے اسی طرح اگر قاضی عورت کا دعویٰ رد کر کے بدستور شوہر کی زوجیت میں رہنے کا حکم دے تو بھی عورت کے لئے تمکین زوج جائز نہیں۔ (حلیہ ناخیزہ)

(۳) مسوس (مرد ہو یا عورت) زندہ ہو

(۳) نظر (دیکھنے) کے سبب حرمت بننے کے لئے چھ شرطیں ہیں۔

(الف) راجح قول یہ ہے کہ عورت کے اندرونی شکاف کی طرف دیکھنا جو گول ہوتا ہے، موجب حرمت ہے، اس کے علاوہ بدن کے کسی اور حصہ کو دیکھنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی، اور یہ بات اسی وقت ممکن ہے کہ عورت ٹیک لگا کر بیٹھی ہو یا کوئی اور حالت ٹیک لگانے کے مانند ہو۔

اور اگر دیکھنے والی عورت ہو تو مرد کے مخصوص عضو ہی کو دیکھنا موجب حرمت ہے، البتہ اس کا استادہ ہونا شرط نہیں ہے، عضو مخصوص کے علاوہ مرد کے بدن کے کسی اور حصہ کو دیکھنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی

لے امار الفادوی ۲/۳۲۷ ۵۲ مسوس: جسے چھو یا گیا ہے ۱۲

(ب) دیکھنے کے ساتھ شہوت مقارن ہو دیکھنے سے فارغ ہو جانے کے بعد شہوت پیدا ہوتی ہو اور پھر دوبارہ نہ دیکھا ہو تو حرمت ثابت نہ ہوگی۔

نوٹ: شہوت صرف دیکھنے والے میں (خواہ مرد ہو یا عورت) ضروری ہے منظور الیہ میں خواہ مرد ہو یا عورت شہوت ضروری نہیں ہے۔

(ج) بعینہ اندرونی شکاف کو دیکھا ہو، اگر اس کا عکس آئینہ میں یا پانی میں دیکھا ہو تو حرمت ثابت نہ ہوگی۔

(د) انزال نہ ہو گیا ہو

(ه) عورت کی عمر کم از کم نو سال اور مرد کی عمر کم از کم بارہ سال ہو۔

(و) منظور الیہ (مرد ہو یا عورت) زندہ ہو۔

نقل لائیل | ۱) وَأُمّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَابُكُمْ الَّتِي فِي حُجُورِكُمْ مِّنْ نِّسَائِكُمُ الَّتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَّمْ تَكُونُوا

دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَاكِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِّنْ أَصْلَابِكُمْ (النساء: ۳)

ترجمہ :- (تم پر حرام کی گئیں ہیں) تمہاری بیبیوں کی مائیں اور تمہاری بیبیوں کی بیٹیاں جو کہ تمہاری پرورش میں رہتی ہیں، ان بیبیوں سے کہ جن سے تم نے صحبت کی ہے اور اگر تم نے ان بیبیوں سے صحبت نہ کی

لہ منظور الیہ: وہ جس کی طرف دیکھا گیا ہے ۱۲

ہو تو تم کو کوئی گناہ نہیں ہے، اور تمہارے ان بیٹوں کی بیدیاں جو کہ تمہاری نسل سے ہیں۔

تشریح (۱) امام خلیل نے تصریح کی ہے کہ ہر وہ شے آم سے موسوم ہو سکتی ہے جس کی طرف اس سے تمام متعلق چیزیں ملا دی جائیں بلکہ جیسے ام القریٰ (علاقہ کا صدر مقام) ام البنین (بیٹیوں کی ماں یعنی بیوی) ام الخبائث (خرابیوں کی جڑ یعنی شراب) وغیرہ، اس لئے مذکورہ آیت میں بیوی کی ماں خواہ قریبی ہو یعنی بیوی کی حقیقی والدہ ہو یا دور کی ہو یعنی اس کی دادی نانی، پردادی، پر نانی ہو، سب آیت کا مصداق ہوں گے، اور حرام ہوں گے کیونکہ عربی میں ان سب کو آم کہتے ہیں، پس اُفْهَاتٌ فِسَاكُھُمْ میں زوجہ کے سب ٹونٹ اصول آگئے۔

(۲) اور مَا بَدَلْتُ، رِبِّيَّةٌ کی جمع ہے، بیوی کی جوڑ کی اگلے شوہر سے ہے اس کو ربیبہ کہتے ہیں، کیونکہ وہ اپنی ماں کے دوسرے شوہر کے آغوش تربیت میں ہوتی ہے اور ربیبہ ہی کے حکم میں ہیں دیگر شوہر سے بیوی کے تمام ٹونٹ فروع، اور اَلَّتِي فِي حُجُورِھَا کُھ کی تفسیر اتفاق ہے وَذَكَرَ الْحَجَرُ بِطَرِيقٍ الْاِغْلَابِ لَا عَلٰی الشَّرْطِ (عمدہ القاری) ترجمہ: گوہر کا ذکر عمومی رواج کی وجہ سے کیا گیا ہے شرط کے طور پر نہیں

کیا گیا۔ اور مِنْ نِّسَاءِكُمُ الَّتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ الْغُرُفَ سے معلوم

ہوا کہ صرف عقد نکاح سے ربیبہ حرام نہیں ہوتی اس کی حرمت کے لئے بیوی (ربیبہ کی ماں) سے صحبت یا لمس و نظر کا پایا جانا ضروری ہے۔

(۳) حَاكِئِلٌ، حَلِيلَةٌ کی جمع ہے، اور جِلُّ سے مشتق ہے جس

کے معنی ہیں کھولنا، چونکہ زوجین ایک دوسرے کا ستر کھولتے ہیں

اس لئے وہ حلیل اور حلیلہ کہلاتے ہیں، اور حلیلہ میں سب

مذکر فروع کی بیبیاں داخل ہیں۔ اور نسل کی قید منہ بولے بیٹے

(بے پالک) کو نکالنے کے لئے ہے، وانما قال من اصلابکم

تحرراً عن زوجات المتبني (عمدة القاری)

(۴) وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ

سَلَفَ، اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا (النساء ۲۲)

ترجمہ :- اور تم ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپ

(دادا، یا نانا) نے نکاح کیا ہے، مگر جو بات (نزول آیت سے پہلے)

گزشتہ سو گزر گئی، بے شک یہ (عقلاً بھی) بُری بے حیائی ہے اور

نہایت نفرت کی بات ہے، اور شرعاً بھی بہت برا طریقہ ہے۔

تشریح :- (۱) نکاح کے لغوی معنی دو چیزوں کو ملانے اور جمع

کرنے کے ہیں، عربی میں اَنْكَحْنَا الْفَرَسَ فَسَوَرَى اور مَنَّا كَحَتَّ

الْأَشْجَارُ، کے محاورے مستعمل ہیں، بعد میں نکاح کا استعمال دو
معنوں میں ہونے لگا، وطیٰ (جماع) اور عقد۔

اور چونکہ جمع ہونے کے معنی حقیقۃً وطیٰ ہی میں پائے جاتے
ہیں، عقد تو جمع ہونے کا سبب ہے لٰاٰنٰهٰمَایَصِیْرٰنِ کَشْخِصٍ
واحدِ حال ذٰلِکَ الْفَعْلِ (کفایہ) اس لئے وطیٰ کے معنی
میں نکاح کا استعمال بطور معنی حقیقی ہے اور عقد کے معنی میں بطور
معنی مجازی اور آیت زیر بحث میں حقیقی معنی یعنی وطیٰ ہی مراد ہے
لہٰذا جس عورت سے باپ نے وطیٰ کی ہے خواہ نکاح کے بعد کی
ہے یا زنا کیا ہے، اس عورت سے بیٹا نکاح نہیں کر سکتا۔

قال الرازی فی احکامہ : قوله تعالى وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ
آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ قَدْ أُوجِبَ تَحْرِيمُ نِكَاحِ امْرَأَةٍ قَدْ وَطِئَهَا
أَبُوهُ بَزْنًا وَغَيْرِهِ (ص ۱۳۸)

اور جب آیت سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ موطورۃ الاب خواہ
منکوحہ ہو یا منزیہ اولاد پر حرام ہے کیونکہ وہ بمنزلۃ ماں ہے۔ تو
ساس یا بیوی کی لڑکی سے زنا کرنے کی صورت میں بھی بیوی حرام

ہو جائے گی کیونکہ ساس سے زنا کی صورت میں بیوی بمنزلہ ربیبہ اور ربیبہ سے یا حقیقی بیٹی سے زنا کی صورت میں بیوی بمنزلہ ساس ہو جائے گی (۲) نیز اس آیت میں خطاب صحابہ اور من بعد کو ہے اور ما نکحہ میں نکاح عام ہے خواہ مشروع ہو یا غیر مشروع اور مطلق کو مقید کرنا جائز نہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض نکاح وہ تھے جو محض زنا تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ زمانہ جاہلیت میں چار قسم کے نکاح ہوتے تھے جن میں سے تین زنا تھے، نکاح صرف ایک ہی تھا، اب حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ”جن عورتوں سے تمہارے آباء نے کوئی نکاح کیا ہو تم اس سے نکاح نہ کرو“ پس جب یہاں نکاح غیر مشروع جو زنا تھا، موجب حرمت مصاہرت ہوا تو سب جگہ ہوگا۔

ایک حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ قال رجل یا رسول اللہ انی زنیْتُ بامرأة فی الجاہلیۃ اَفَاَنْکَحُ ابنَتَہَا؟ قال لا اری ذلک ولا یصلح ان تنکح امرأۃ تطلّع من ابنَتِہا علی ما تطلّع

لہ لطائف رشیدیہ ص ۴۸ حضرت گنگوہی قدس سرہ کا یہ استدلال اس پر مبنی ہے کہ شریعت میں نکاح کے حقیقی معنی عقد کے ہیں، جماع اس کے مجازی معنی ہیں اور اصل استدلال یہ ہے کہ زنا کو قیاس کیلئے زمانہ جاہلیت کے ان تین نکاحوں پر جو حقیقت میں زنا تھے۔

۱۲۱۳
 علیہ منہا۔ وہو مرسل منقطع وفيہ ابو بکر بن عبد الرحمن بن امحکم (فتح ابن ہمام)
 ترجمہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں زمانہ
 جاہلیت میں ایک عورت سے زنا کر چکا ہوں، کیا اب میں اس کی لڑکی
 سے نکاح کر سکتا ہوں؟ آپ نے جواب دیا کہ میں اس کو جائز نہیں رکھتا
 اور یہ بھی جائز نہیں ہے کہ تو ایسی عورت سے نکاح کرے جس کی بیٹی
 کے جسم کے ان حصوں کو تو جان چکا ہے جو حصے تو بیوی کے جانے کا
 یہ روایت مرسل اور منقطع ہے اس میں ایک راوی ابو بکر ہے۔

(۳) ایک شخص نے ساس کے ساتھ زنا کیا، حضرت عمران بن حصین
 رضی اللہ عنہ نے فتویٰ دیا کہ اس کے لئے اس کی بیوی حرام ہو گئی یہ
 حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

(۴) عن ابی ہانی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم من نظر الی فرج امرأۃ حرمت علیہا وابنتہا
 ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی کسی عورت
 کے اندام نہانی کو دیکھے تو اس پر اس عورت کی ماں اور بیٹی حرام ہو گئیں۔
 (۵) حضرت عبداللہ بن مسعود کا فتویٰ ہے کہ لا ینظر اللہ الی

۱۰ احکام القرآن ۲/۱۳۷، اعلام السنن ۲۰/۱۱ امام بخاریؒ نے بھی ”جامع صحیح“
 میں یہ انرذکر فرمایا ہے۔ ۲۰۸/۲ مسوط خری۔ ۱۰ اعلام و احکام رازی۔

رجل نظر الی فرج امرأة وابتنها جس شخص نے کسی عورت کے اندام نہانی کو دیکھا پھر اس کی لڑکی کے اندام نہانی کو دیکھا تو اس کی طرف الشریک (ناراضگی کی وجہ سے) زکاہ نہیں فرمائیں گے، (معلوم ہوا کہ لڑکی اس کے لئے حرام ہو گئی) لہ

(۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک باندی کو برہنہ کیا (پھر کسی وجہ سے اس کے ساتھ حاجت پوری نہ فرمائی) بعد میں صاحبزادگان میں سے کسی نے وہ باندی مانگی تو آپ نے فرمایا کہ ”وہ تیرے لئے حلال نہیں رہی“ (۷) اسی قسم کا واقعہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے بھی انھوں نے بھی اپنے لڑکے سے فرما دیا کہ ”وہ تیرے لئے حلال نہیں رہی“ (۸) ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فتویٰ ہے کہ جو شخص باندی کو جماع کی نیت سے برہنہ کرے، پھر مخصوص جگہ کو دیکھ لے تو اب وہ اس کے بیٹے کے لئے حلال نہیں رہی۔

(۹) مسروق تابعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی اسی قسم کا فتویٰ مروی ہے۔ (کما سیجی)

(۱۰) ساس کے ساتھ زنا کرنے سے (خواہ نکاح سے قبل ہو یا بعد میں ہو) بیوی کے حرام ہونے کا مذہب مندرجہ ذیل مجاہد کرام

لہ اعلیٰ احکام ۷ احکام

رضی اللہ عنہم کا ہے، حضرت عمرؓ، حضرت ابن مسعودؓ، ابن عباسؓ
(فی الاصح) عمران بن حصینؓ، جابرؓ، ابی بن کعبؓ، اور حضرت عائشہؓ
صدیقہ رضی اللہ عنہم۔ (فتح ابن ہمام)

نیز مندرجہ ذیل اجلہ تابعین کا بھی یہی مسلک ہے۔

حضرت حسن بصریؒ، قتادہ بن دعامہؒ، سعید بن المسیبؒ، سلیمان بن سيارؒ
سالم بن عبد اللہؒ، مجاہدؒ، عطارؒ، ابراہیم نخعیؒ، عمارؒ، حمادؒ، امام ابو حنیفہؒ
امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ، امام زفرؒ، امام سفیان بن سعید ثوریؒ، امام
اوزاعیؒ، جابر بن زیدؒ، طاؤسؒ، امام اسحاق رحمہم اللہ

⑪ نظر و لمس سے حرمت مصاہرت کے ثبوت کا مذہب

مندرجہ ذیل اجلہ تابعین کا ہے۔

حضرت حسن بصریؒ، قاسم بن محمدؒ، مجاہدؒ، ابراہیم نخعیؒ وغیرہم رحمہم اللہ۔

⑫ ایک شخص نے اپنی ساس سے زنا کیا، حضرت ابراہیم نخعیؒ

اور عمار شعبیؒ نے قوی دیا کہ ساس اور بیوی دونوں اس کے لئے

حرام ہو گئیں۔ (اعلاء ۱۱/۲۱)

⑬ ابن جریجؒ حدیث بیان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

لہ احکام القرآن للبصا، وعمدة القاری وفتح ابن ہمام

نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کسی عورت سے نکاح کیا، پھر اس کو بھیینچا (غذیہ) اور کچھ نہیں کیا تو اب وہ شخص اس عورت کی لڑکی سے نکاح نہیں کر سکتا۔ (اعلام ۲۲/۱۱)

(۱۴) ابن مسعودؓ نے فتویٰ دیا کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے شادی کر کے صرف بوسہ لے اور کچھ نہ کرے تاہم اب ہمیشہ کے لئے اس عورت کی لڑکی اس کے لئے حلال نہیں رہی۔ (اعلام ۲۲/۱۱)

(۱۵) ابن شہاب زہریؒ کا فتویٰ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے شادی کرے پھر اس عورت پر ہاتھ رکھے اور اس کا کپڑا کھولے اور صحبت نہ کرے تاہم اب اس کے لئے اس کی لڑکی حلال نہ رہی۔ (اعلام ۲۲/۱۱)

(۱۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ کا ایک لڑکے کے بارے میں نزاع دربار نبوی میں پیش ہوا، سعد فرماتے تھے کہ یا رسول اللہ یہ بچہ میرے بھائی عتبہ کا ہے (ان کے بھائی نے زمانہ جاہلیت میں اس بچہ کی ماں سے زنا کیا تھا اور اس سے یہ بچہ پیدا ہوا تھا) آپ اس بچہ کی مشابہت میرے بھائی سے ملاحظہ فرمائیں، میرے بھائی نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ موقع ملنے پر اس بچہ کو اپنی تربیت میں لے لوں۔

عبد بن زمعہ کہنے لگے کہ یا رسول اللہ یہ میرا بھائی ہے میرے باپ

کے فراش پر ان کی باندی سے پیدا ہوا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا تو اس بچہ میں عتبہ کی مشابہت واضح طور پر معلوم ہو رہی تھی، اس کے بعد آپ نے فیصلہ فرمایا کہ بچہ عبد کو ملے گا اور زانی کے لئے سنگ ہے۔ اور ام المومنین حضرت سوڈہ بنت زمعہ کو پردہ کرنے کا حکم دیا، چنانچہ وفات تک کبھی بھی حضرت سوڈہ نے اس بچہ کو نہیں دیکھا۔

مذکورہ حدیث کتب صحاح میں ہے۔ غور فرمائیں کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کہ یہ لڑکا عتبہ کے مشابہ ہے تو آپ نے اس کو اسی کے نطفہ کا سمجھا اور حضرت سوڈہ کو پردہ کرنے کا حکم فرمایا گوکہ عتبہ سے نسب ثابت نہیں فرمایا، لیکن فی الجملہ ثبوت نسب جیسا معاملہ کیا جس سے واضح ہوا کہ فی الجملہ زنا سے احکام متعلق ہوتے ہیں، اور اس کا کچھ نہ کچھ لحاظ رکھا جاتا ہے۔ اگر زنا کا احکام میں بالکلیہ اعتبار نہ ہوتا تو حضرت سوڈہ رضی اللہ عنہا کو پردہ کرنے کا حکم دینے کی کیا وجہ تھی؟ وہ تو ان کا حقیقی بھائی تھا؛ لہٰذا

۱۰ یہ استدلال حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ دیکھئے لطائف رشیدیہ ص ۸

الغرض حرمت مصاہرت کے تمام مسائل نصوص قطعیہ سے ثابت ہیں۔ اٹھات نساءؑ کم میں اصول زوجہ کا ذکر ہے، وربائبکم میں فروع زوجہ کا تذکرہ ہے، وحلائل ابنائکم میں اصول زوج کی حرمت مذکور ہے، اور لاتنکحوا ما نکح اباؤکم میں فروع زوج کا بیان ہے، جن کی تفصیل پہلے عرض کی جا چکی ہے، اب صرف دو مسئلے تنقیح طلب باقی رہ جاتے ہیں۔

۱۔ دواعی جماع یعنی لمس و نظر بھی خواہ جائز ہوں یا ناجائز بحکم جماع ہیں۔

۲۔ زنا بھی بحکم جماع ہے۔

ان ہی دو مسئلوں کی تنقیح کے لئے درحقیقت یہ مقالہ لکھا گیا ہے، ہم اگرچہ ان دو مسئلوں کے دلائل اجمالاً ذکر کر آئے ہیں لیکن ناظرین کی تشفی کے لئے ان پر تفصیلی نگاہ ڈالنا ضروری ہے یہ بات پہلے واضح ہو چکی

دواعی جماع بحکم جماع ہیں | ہے کہ دواعی جماع

سے مراد صرف دیکھنا (بشرائط مذکورہ) اور چھونا (بشرائط مسطورہ) ہے اور شہوت سے بوسہ لینا، چھونے ہی میں داخل ہے، ان کے علاوہ دیگر دواعی بحکم جماع نہیں ہیں۔ نیز یہ بھی واضح کیا جا چکا ہے

کہ یہ مذہب فقہاء اربعہ میں سے صرف احناف رحمہم اللہ کہے ائے
تلاش اس کے قائل نہیں ہیں۔ اس سلسلہ میں احناف کے مستند
مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فتویٰ ہے کہ اگر کوئی شخص
کسی عورت سے جماع کرے یا شہوت سے بوسہ لے یا شہوت سے
چھوئے یا شہوت سے اس کا شگاف دیکھے تو وہ عورت اس شخص
کے باپ اور بیٹے پر حرام ہو گئی۔ اور خود اس شخص پر اس عورت کی
ماں اور بیٹی حرام ہو گئیں۔ لے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دواہی، مس و نظر اور قبلہ
کو بحکم جماع قرار دیا ہے۔

(۲) حضرت مسروق تابعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گھر والوں
کو خط لکھا کہ میری فلاں باندی فروخت کر دو، کیونکہ بس و نظر کا
وہ انتفاع میں اس سے کر چکا ہوں جس نے اس کو میرے بڑے
کے لئے حرام کر دیا ہے یہ

(۳) ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے مرفوع حدیث کا

ذکر اجمالی دلائل کے ضمن ۱۳ پر آچکا ہے کہ اگر نکاح کے بعد صرف
 بھینچا ہو تو بھی حرمت ثابت ہو جائے گی، (اگرچہ وہ حدیث منقطع ہے)
 اور ۵ پر ابن مسعودؓ کا اثر نظری الفرج کے سلسلہ میں بیان ہو چکا ہے
 ۴۔ ۱۷۔ اجمالی دلائل کے ضمن ۱۴ پر ابو ہانی کی مرفوع روایت نظری
 الفرج کے متعلق درج کی جا چکی ہے۔ اور ۵ پر حضرت عمرؓ کا اثر بھی
 بیان کیا جا چکا ہے۔ اور ۵ پر ابن شہاب زہری کا فتویٰ بدیہ ناظرین
 کیا جا چکا ہے۔ یہ سب اس بات کے صریح دلائل ہیں کہ دواعی بھی
 بحکم جماع ہیں، ان احادیث و آثار میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے
 کہ صرف تین دواعی یعنی لمس و نظر اور قبلہ کے لئے یہ حکم ہے۔ اسی لئے
 احناف نے صرف ان تین دواعی کو بحکم جماع قرار دیا ہے۔

زنا حرمت مصاہرت میں بحکم جماع ہے | اجمالی دلائل
 کے ضمن ۲

۱۲ و ۱۱ و ۱۰ پر احادیث و آثار ذکر کئے جا چکے ہیں، جن سے
 معلوم ہوتا ہے کہ حرمت مصاہرت کا ثبوت جس طرح جائز و طی سے ہوتا
 ہے حرام و طی (زنا) سے بھی ہوتا ہے، ان احادیث و آثار کے اعادہ
 کی حاجت معلوم نہیں ہوتی، آئندہ صفحات میں ان دونوں مسئلوں پر عقل
 و نظر کی روشنی میں کلام کیا جائے گا۔

مسئلہ کی عقلی دلیل

لس ونظر (خواہ جائز ہوں یا ناجائز)
بحکم جماع ہیں، اسی طرح زنا بھی

جماع ہی کے حکم میں ہے، یہ دونوں مسئلے استحسانی ہیں، ان کو کماحقہ
سمجھنے کے لئے استحسان کی تعریف و ماہیت بیان کی جاتی ہے۔

استحسان کی تعریف

استحسان کے لغوی معنی ہیں کسی شئی
کو اچھا اور متحسن سمجھنا (عَدُّ الشَّيْءِ

حَسَنًا) اور فقہا کی اصطلاح میں کسی مسئلہ کے دو پہلوؤں میں سے
ایک پہلو کو کسی معقول دلیل کی بنا پر ترجیح دینے کا نام استحسان ہے
منہاج الاصول میں ہے۔

کسی مسئلہ کی نظائر میں جو حکم لگایا گیا
ہے اس کو چھوڑ کر زیر بحث مسئلہ میں
کسی قوی دلیل کی بنا پر اس کے
خلاف حکم لگانا

الْعُدُولُ فِي مَسْئَلَةٍ عَنْ مِثْلِ
مَا حَكَمَ بِهِ فِي نِظَائِهَا
إِلَى خِلَافِهِ بِوَجْهِ هُوَ اقْوَى

جصاص رازی رحمۃ اللہ علیہ نے استحسان کی تعریف تَرْكُ

الْقِيَاسِ إِلَى مَا هُوَ أَوْلَى مِنْهُ كِي هِيَ۔ (مقدمہ نصب الراية)

سرخصی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں قیاس و استحسان در حقیقت

دونوں دو قیاس ہیں، اول قیاس جلی، (یعنی سمجھنے کے اعتبار سے واضح)

اور اثر (ونتیجہ) کے اعتبار سے ضعیف ہوتا ہے، اور ثانی قیاس خفی (یعنی فہم کے اعتبار سے دقیق و خفی) اور اثر (ونتیجہ) کے اعتبار سے قوی ہوتا ہے، اور اسی وجہ سے اس کو استحسان کہتے ہیں، جس کے معنی ہیں پسندیدہ قیاس ہے۔

قیاس حلی و خفی کی تعریفات | قیاس حلی وہ ہے جس کی طرف ذہن جلد منتقل ہو جائے،

زیادہ غور و فکر کی ضرورت نہ پڑے، اور قیاس خفی وہ ہے کہ غور و فکر اور دقت نظر کے بعد اس کی طرف ذہن منتقل ہوئے۔

ترجیح کے وجوہ | ایک پہلو (قیاس خفی) کو ترجیح دینے کی بنیاد تین چیزیں بنتی ہیں، (الف) نص (ب) اجماع

(ج) ضرورت۔ ان سب کی تفصیل کافی اہم اور مفید ہے، لیکن چونکہ ہمارا موضوع اس کا متقاضی نہیں ہے، اس لئے ہم صرف نص کی قدرے وضاحت کرتے ہیں۔

۱۔ بسوط ۱۴۵/۱۰ اس عبارت سے ان اصولیوں کا رد نکل آتا ہے جو استحسان کی تین قسموں میں قیاس نہیں مانتے، اور اسی وجہ سے وہ ان کو متعدی الی غیر بھی نہیں مانتے دیکھئے مختصر حسامی کی متعلقہ بحث ۱۲۷ شرح مسلم الثبوت ص ۵۸۱

نص یعنی آیات قرآنی، احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آثارِ صحابہ کی بنا پر کسی مسئلہ میں قیاس خفی کو جلی پر ترجیح دینا استحسان کہلاتا ہے، جیسے بیع سلم کا جواز، چونکہ سلم میں بیع بوقت عقد موجود نہیں ہوتی، اس لئے قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ جائز نہ ہو لیکن حدیث صحیح کی بنا پر قیاس جلی کو ترک کر دیا گیا ہے یہی حال مزارعت کا ہے۔

واضح رہے کہ جہاں نص کی بنا پر قیاس جلی ترک کیا جاتا ہے، وہاں قیاس خفی کا ادراک ضروری نہیں ہے بلکہ نص کا وجود ہی قیاس جلی کو ترک کرنے کے لئے کافی ہے، مگر جب تک قیاس خفی یعنی نص کی علت کا ادراک نہ ہو جائے حکم کا تعدیہ جائز نہیں ہے بلکہ وہ حکم مورد نص پر موقوف رہے گا، اور جب قیاس خفی کا ادراک ہو جائے گا تو سرخی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا مقتضی یہ ہے کہ حکم کا تعدیہ صحیح ہوگا۔

زیر بحث مسئلہ میں قیاس جلی خفی | بہر حال مسئلہ زیر بحث میں قیاس جلی تو

یہ ہے کہ زنا بحکم جماع نہ ہو کیونکہ حرمت مصاہرت ایک نعمت خداوی ہے لہذا حلال سبب سے تو وہ حاصل ہو سکتی ہے مگر حرام سبب سے کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتی، لانہما نعمۃ لان اللہ

تَعَالٰی مِنْ عَلَيْنَا بِالْمَصَاهِرَةِ كَمَا مِنْهُ بِالنَّسَبِ..... وَلَا تِ
 الْاَجْنَبِيَّةَ بِهَا تُدْحَقُ بِالْاَمْهَاتِ..... وَالزَّانِسَبُّ لِلْعُقُوبَةِ
 فَاتِيَّ يَسْتَقْلِمُ تَعْلِيْقُ النِّعْمَةِ بِهِ ۹ (کفایہ جلال الدین کرلانی)
 نیز جماع تو بچہ کا سبب قریب ہے مگر دواعی جماع اسباب
 بعیدہ ہیں، لہذا سبب بعید کو سبب قریب کے ساتھ ملحق نہ کیا جانا
 چاہئے۔

یہ ہے قیاس جلی، جو اثر و نتیجہ کے اعتبار سے کسی خاص
 فائدے کا حامل نہیں ہے، اس قیاس کو نصوص کی وجہ سے ترک
 کر دیا گیا ہے یہ نصوص پہلے نقلی دلائل کے ضمن میں ذکر کی جا چکی
 ہیں اور قیاس کو چھوڑ کر نصوص پر عمل کرنے کا نام استحسان ہے،
 کیونکہ یہ نصوص ایک قیاس خفی پر مشتمل ہیں، جو اثر و نتیجہ کے اعتبار
 سے عظیم فوائد کا حامل ہے جو درج ذیل ہے۔

حرمتِ مصاہرت کی حقیقی علت بچہ ہے، کیونکہ بچہ کی وجہ
 سے زوجین میں جزئیت و بعضیت کا تعلق پیدا ہوتا ہے لیکن یہ
 علت خفی ہے، اس کا کامل ادراک تو ماہ بعد ہی ہو سکتا ہے،
 اور حکم لگانے کے لئے اس قدر طویل وقفہ کا انتظار مشکل ہے، اس
 لئے شریعتِ مطہرہ نے ولد کی جگہ سببِ ظاہری یعنی جماع کو رکھ دیا

اور چونکہ جماع دو شخصوں کا پرائیوٹ معاملہ ہے، اس کا علم بھی دشوار ہے، اس لئے شریعت نے اس کی جگہ نکاح کو رکھ دیا ہے لہذا تمام مسائل کی تفریع نکاح (عقد) پر ہوگی، اگرچہ نکاح بچہ کا سبب بعید ہے، اب اگر کسی جگہ حقیقی سبب پایا جائے تو اس سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی، یعنی بغیر نکاح کے بچہ پیدا ہو گیا یا اس کا قائم مقام یعنی جماع پایا گیا تو اس سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی کیونکہ یہی اسباب حقیقی تھے نکاح تو ان کا قائم مقام تھا، جس طرح نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ اس کو خروج من السبیلین کی جگہ پر رکھا گیا ہے پس اگر کسی جگہ نیند نہ پائی جائے اور خروج نجاست پایا جائے تو بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔

اور جس طرح نکاح سبب بعید ہونے کے باوجود حکم ولد ہو گیا ہے کیونکہ نکاح اگرچہ ولد کا سبب بعید ہے لیکن جماع کا سبب قریب ہے، اور جماع ولد کا سبب قریب ہے لہذا جس طرح جماع ولد کا قائم مقام ہوا ہے اسی طرح نکاح بھی جماع کے قائم مقام ہو کر ولد کے قائم مقام ہو گیا ہے، اسی طرح دواعی جماع بھی اسباب بعیدہ ہونے کے اعتبار سے نکاح کے مساوی ہیں، یعنی ولد کے تو

اسباب بعیدہ ہیں لیکن جماع کے اسباب قریبہ ہیں لہذا جس طرح نکاح بحکم جماع ہو کر ولد کے قائم مقام ہو گیا تھا اسی طرح دوائی جماع بھی بحکم جماع ہو کر ولد کے قائم مقام ہو جائیں گے اور ان سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔

یہ ہے قیاس خفی جن پر نصوص کا مدار ہے اور جو اثر و نتائج کے اعتبار سے عظیم فوائد کا حامل ہے، اس لئے احادیث و آثار کی بنا پر اس قیاس خفی کو جلی پر ترجیح دی گئی ہے اور قیاس جلی کو ترک کر دیا گیا ہے، لیکن چونکہ قیاس خفی غور و فکر کا طالب اور دقت نظر کا خواہاں ہے اس لئے تمام فقہاء کرام کی نگاہیں اس تک نہیں پہنچ سکیں، نہ ہی تمام فقہاء اس قیاس خفی کا کما حقہ ادراک کر سکے، لیکن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کو اللہ پاک نور سے بھر دیں کہ انھوں نے اس کا کما حقہ ادراک کر لیا۔

جو ائمہ کرام قیاس خفی کا ادراک نہ کر سکے انھوں نے ان احادیث و آثار کو ترک فرما دیا، جنہیں نقلی دلائل کے ضمن میں ہم مفصل بیان کر چکے ہیں۔ اور انھوں نے تمام احکام کا مدار قیاس جلی پر رکھا لیکن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہی احادیث و آثار کی وجہ سے قیاس خفی کو قیاس جلی پر ترجیح دی اور قیاس جلی کو ترک فرما دیا۔

مذکورہ بحث میں ہم نے جو قیاس خفی بیان کیا ہے اذکار
تو اسی قدر بحث سے حقیقت امر تک پہنچ جائیں گے، لیکن عام قارئین
کے لئے تفصیل ناگزیر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
بعثت کے مقاصد بیان کرتے

علت جاننے کا فائدہ

ہوئے قرآن عزیز نے ارشاد فرمایا ہے

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي
الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ
يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ
وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ
الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ
(الجمعة ۲)

اللہ وہ ہیں جنہوں نے ایموں (عربوں)
کے پاس انہی میں سے ایک رسول
بھیجا تاکہ وہ ان کو اللہ پاک کی آیات
پڑھ کر سنائے اور اس کے مطابق
عمل کر کے اور ان کو اخلاقِ رذیلیہ
سے پاک کر کے اخلاقِ حسنہ سے مزین
کرے نیز کتاب اللہ اور حکم کی
تعلیم دے۔

تشریح :- (۱) تلاوت کے معنی ہیں کسی کے کلام کو ذہن نشین
کرنا اور وجوہاً اس کی اتباع کرنا اسی وجہ سے تِلْكَوْتُ دَفَعْتُكَ
(میں نے تیرے خط کی تلاوت کی) کہنا صحیح نہیں ہے، تلاوت

قرآت سے انحصار ہے اور صرف آسمانی کتابوں کے لئے استعمال ہوتا ہے، تِلْیٰ عَلَیْہِ کے معنی ہیں خود اس نے اللہ کا کلام ذہن نشین کیا، پھر وہ کلام دوسروں کو پڑھ کر سنایا اور اس کے موجبات پر عمل کر کے دکھایا یہ رسول کی پہلی ذمہ داری ہے، اور اسی کیلئے وہ مبعوث بھی ہوتے ہیں کہ کلام الہی لوگوں تک پہنچائیں اور عملی طور پر نمونہ پیش فرمائیں، جس سے معلوم ہوا کہ محض قرآن پڑھ لینا کافی نہیں ہے، بلکہ طرز ادا کا رسول سے حاصل کرنا بھی ضروری ہے، نیز رسول نے جس طرح کلام الہی پر عمل کر کے دکھایا ہے اسی طرح عمل کرنا بھی ضروری ہے، اپنی طرف سے کلام الہی پر عمل کرنے کے لئے طریقہ وضع نہیں کئے جاسکتے۔

۲۔ تزکیہ نام ہے اخلاقِ رذیلہ سے تخلیہ اور اخلاقِ حمیدہ سے تخلیہ کا، اور یہ رسول کا دوسرا کام ہے۔

۳۔ الکتاب کی تعلیم دینا رسول کی تیسری ذمہ داری ہے

یعنی آیاتِ الہیہ سے ثابت ہونے والے مسائل کی تعلیم دینا ۴۔ بعثت نبوی کا چوتھا مقصد تعلیمِ حکمت ہے۔ یعنی آیاتِ الہی

سے جو مسائل ثابت ہوتے ہیں ان کی علل سمجھانا تاکہ علت ذہن نشین کر لینے کے بعد امت کے لئے استنباطِ مسائل میں کوئی

دستواری باقی نہ رہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نصوص شرعیہ میں علل و اسباب ضرور ہوتے ہیں، اگر کوئی شخص نص کی علت پالے تو اس کے لئے مسائل کا استنباط سہل ہو جاتا ہے۔

علت جاننے کا طریقہ | رہی یہ بات کہ نص میں جو علت ہے اس کا ادراک کس طرح کیا

جائے؟ تو اس کے لئے ”نتیجیات ثلاثہ“ سے کام لیا جاتا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ تخریج مناٹ ۲۔ تنقیح مناٹ ۳۔ تحقیق مناٹ

مناٹ کے معنی علت و حکمت یا اس وصف کے ہیں جس پر حکم کا مدار ہوتا ہے، یا وہ وصف حکم کا باعث ہوتا ہے، فقہاء کرام نص کو سامنے رکھ کر پہلے اس میں سے امکانی اوصاف نکالتے ہیں پھر ان اوصاف کی تنقیح کرتے ہیں، کہ حقیقی سبب کیا ہے جو غیر حقیقی وصف ثابت ہوتا ہے اس کو ترک کر دیتے ہیں۔ اور حقیقی سبب کو لے کر اس پر مسائل کی تفریع کرتے ہیں اسی تفریع مسائل کا نام یعنی علت جہاں جہاں پائی جائے وہاں حکم کو ثابت کرنے کا نام تحقیق مناٹ ہے بات چونکہ دقیق ہے اس لئے ایک مثال سے

اس کی توضیح مناسب معلوم ہوتی ہے۔

مناطِ ثلاثہ کی مثال سے توضیح

قرآن عزیز نے ناقض وضو بیان فرماتے ہوئے

ارشاد فرمایا ہے اَوْجَاءُ أَحَدٍ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَائِطِ تَمْنِشِي جُكَّ (بیت الخلاء) میں جا کر آؤ تو وضو ٹوٹ جائیگا اور نیا وضو یا تیمم کرنا ہوگا۔ یہاں نقض وضو کے امکانی اوصاف درج ذیل ہو سکتے ہیں۔

(۱) غائط جانے کا ارادہ کرنا (۲) بالفعل چل کر جانا (۳) وہاں ٹھہرنا (مکث) (۴) ستر کھولنا (۵) سبیلین سے نجاست کا نکلنا (۶) بہنے والی نجاست کا بدن سے نکلنا وغیرہ وغیرہ۔

فقہ ہار کرام نے جب ان امکانی اوصاف میں غور کیا تو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو نجاست کا سبیلین سے نکلنا علتِ حقیقی اور وصفِ موثر نظر آیا، لہذا انھوں نے اس کے علاوہ دیگر اوصاف کو اَلْقَطْ (بے اعتبار) کر دیا، اور تمام احکام کی تفریع اسی وصف پر کی چنانچہ ان کے نزدیک سبیلین کے علاوہ بدن کے کسی بھی حصہ سے نجاست کا خروج ناقض وضو نہیں ہے، لیکن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے غور فرمایا تو معلوم ہوا کہ نجاست کا بدن سے نکل کر بہ جانا علتِ حقیقی اور وصفِ موثر ہے، اور سبیلین کو نقض وضو میں کوئی

دخل نہیں ہے، امام صاحب نے اس علت حقیقی پر مسائل کی تفریع فرمائی اور دیگر اوصاف کو ترک کر دیا، چنانچہ امام صاحب کے نزدیک بدن کے کسی بھی حصہ سے اگر نجاست نکل کر بہ جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

علت حقیقی کا جان لینا ہی درحقیقت آیت زیر بحث میں حکمت پالینا ہے، قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ يُؤْتِ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا جَسَ حکمت کا ادراک ہو گیا، اس پر خیر کثیر کا دروازہ کھل گیا، کیونکہ اب وہ مسائل کا استنباط بہت آسانی سے کر سکے گا۔

حرمت مصاہرت کی حقیقی علت | آدم برسر مطلب
حرمت مصاہرت

کے سلسلہ میں قرآن عزیز میں دو آیتیں ہیں، نقلی دلائل کے ضمن میں ۱۔ پر ہم ان کی تفصیل لکھ آئے ہیں۔ اب ان میں تفتیح کیجئے اور سب سے پہلے امکانی اوصاف نکالئے، تو وہ مندرجہ ذیل ہوں گے۔
(۱) خود نکاح یعنی عقد یعنی ایجاب و قبول۔

(۲) صرف دخول یعنی زنا۔

(۳) نکاح بشرط دخول۔

(۴) دخول بشرط نکاح

(۵) بچہ خواہ نکاح کے بعد پیدا ہوا ہو یا بغیر نکاح کے پیدا ہوا ہو وغیرہ وغیرہ — اب تنقیح کیجئے، اور یہ معلوم کیجئے کہ وصف حقیقی اور علت مؤثر کیا ہے؟

(۱) محض عقد سبب نہیں ہو سکتا، کیونکہ ربینہ میں اس کا اثر ظاہر نہیں ہوا یعنی اگر عقد سبب حرمت ہوتا تو نکاح ہوتے ہی ربیہ حرام ہو جاتی۔ حالانکہ وہ نفس عقد سے حرام نہیں ہوتی۔
(۲) دخول محض بھی سبب نہیں ہو سکتا، کیونکہ صحبت کوئی خاص قرب پیدا نہیں کرتی۔

(۳ و ۴) دخول بشرط نکاح یا اس کا عکس بھی سبب نہیں ہو سکتے کیونکہ جب فرداً فرداً ہر ایک سبب نہیں ہے، تو دونوں مجتمع ہو کر بھی سبب نہ بن سکیں گے، نفس اجتماع سے سببیت کی شان پیدا نہیں ہوتی۔

(۵) البتہ بچہ سبب بن سکتا ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ حرمت مصاہرت کا اصل سبب بچہ ہے، کیونکہ بچہ طرفین کا جزر ہے اس لئے کہ زوجین کے نطفہ سے اس کی تخلیق ہوتی ہے، اور قاعدہ ہے کہ جزر کا جزر، جزر ہوتا ہے، مثلاً ہاتھ زید کا جزر ہے اور ہاتھ کا

جزر انگلی ہے تو انگلی زید کا جزر ہوگی۔

اسی طرح باپ کا جزر بچہ ہے اور بچہ کا جزر اس کی ماں ہے پس انگلی کی طرح لڑکے کی ماں لڑکے کے باپ کا جزر ہو جائے گی اور جس طرح انگلی کا جزر ناخن ہے اور وہ بھی جزر ہے، اسی طرح بچہ کی ماں کی ماں (ساس) بھی بچہ کے باپ کا جزر ہو جائیگی وَهَلَمْ جَزًّا۔ پس قاعدہ یہ بنا کہ جزر کے جزر کا جزر بھی جزر ہوتا ہے اب پوری شکل الٹ دیجئے اور مذکورہ تقریر عورت کی طرف سے کر لیجئے تو بچہ کا باپ بچہ کی ماں کا جزر بن جائے گا اسی طرح بچہ کا دادا بچہ کی ماں کا جزر بن جائے گا۔ وَهَلَمْ جَزًّا

اور جزر بن جانے سے جو قرب پیدا ہوتا ہے، وہ اظہر من الشمس ہے، اور اسی قرب کے احترام کا نام حرمت مصاہرت ہے، اور حرمت نکاح کے باب میں اصول شرعی یہ ہے کہ اپنے جزر سے انتفاع جائز نہیں ہے اس لئے اصول شوہر بچہ کی ماں کا جزر ہونے کی وجہ سے اس کے لئے حرام ہوں گے اسی طرح فروع شوہر بھی بچہ کی ماں کا جزر ہونے کی وجہ سے حرام ہوں گے نیز اصول زوجہ اور فروع زوجہ بچہ کے باپ کا جزر ہونے کی وجہ سے بچہ کے باپ پر حرام ہوں گے، خلاصہ یہ کہ بچہ ہی حرمت مصاہر

کا سبب اور حقیقی علت ہے۔

ایک شبہ کا جواب

مذکورہ اصول پر چاہئے تھا کہ زوہین
میں آئندہ جنسی انتفاع حرام

ہو جائے کیونکہ زوہین بھی ولد کے واسطے سے ایک دوسرے کا
جزء بن گئے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جی ہاں ایسا ہی ہونا چاہئے
تھا اور یہی قیاس جلی ہے، لیکن یہاں ایک قیاس خفی بھی
ہے اور وہ یہ ہے کہ:-

شریعت نے انہی اجزاء سے جنسی انتفاع حرام قرار دیا ہے
جن سے جنسی انتفاع جائز قرار دینے کی صورت میں تباغض و تمسدد
قطع رحم اور عداوت جیسی انتہائی بھیانک معاشرتی خرابیاں رونما
ہونے کا امکان ہوتا ہے، مطلقاً تمام اجزاء سے انتفاع حرام
نہیں ٹھہرایا، ورنہ تو تمام بنی نوع انسان ایک دوسرے کا جزء
ہیں اس لئے مناکحت کی کوئی شکل ہی باقی نہ رہے گی، نیز اپنے
اعضاء (شرمگاہ) سے انتفاع حرام قرار پائے گا۔ اور شریعت الہی
میں اس قسم کی دشواری نہیں ہو سکتی، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب
محدث دہلوی رحمہ اللہ نے جزء سے انتفاع کی حرمت کی وجہ کی
طرف لطیف اشارہ فرمایا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ:-

”اگر لوگوں میں یہ دستور ہوتا کہ ماں کو اپنی بیٹی کے
 خاوند کے ساتھ اور مردوں کو اپنے بیٹوں کی بیبیوں کے
 ساتھ اور بیبیوں کی بیٹیوں کے ساتھ رغبت ہوتی (یعنی نکاح
 جائز رکھا جاتا) تو اس کا نتیجہ یہ برآمد ہوتا کہ اس تعلق کو
 توڑنے کی کوشش کی جاتی یا اس شخص کے قتل کے درپے
 ہوا جاتا جس کی طرف سے خواہش پائی جاتی ہے، اگر آپ
 قدماء یونان کے اس سلسلہ کے قصے سنیں یا اپنے زمانہ کی ان
 قوموں کے احوال کا مطالعہ کریں جن کے یہاں یہ مبارک
 سنت (حرمت مصاہرت) نہیں ہے تو آپ کو وہاں بھلیک
 ماحول اور گھٹا ٹوپ ظلم و جور کا مشاہدہ ہوگا۔“

(حجۃ اللہ البالغہ ص ۳۸۳ بیان حرمت مصاہرت)

اور ظاہر ہے کہ یہ خرابی اپنے اجزاء سے انتفاع میں نہیں
 ہے، اسی طرح بیوی کے ساتھ انتفاع جائز قرار دینے میں بھی کوئی
 خرابی رونما ہونے کا امکان قطعاً نہیں ہے، بلکہ اس کے برعکس
 صورت میں یعنی بیوی کو حرام کر دینے کی صورت میں فساد فی الارض
 کا اندیشہ ہے، جو ہر ذی فہم سمجھ سکتا ہے۔ اس لئے قیاس خفی کو
 قیاس جلی پر ضرورت کی وجہ سے ترجیح دی گئی، اور ضرورت یہ ہے

کہ اگر ایک ہی بچہ ہونے پر بیوی حرام ہو جایا کرے تو زندگی میں تنہے نکاح کرنے ہوں گے؟ یہی حاجت و ضرورت وجہ ترجیح بنی اور اسی کی وجہ سے قیاس خفی کو قیاس جلی پر ترجیح دی گئی ہے، اور استحسانا بیوی سے انتفاع جائز رکھا گیا ہے۔

بچہ کے طرفین کا جز نہ ہونے کی دلیل | رہی یہ بات کہ بچہ طرفین کا جز

ہے عقلاً مسلم ہے، کیونکہ بچہ کی تخلیق دونوں پانیوں سے ہوتی ہے اس لئے وہ صرف ایک کا جز نہ ہوگا بلکہ دونوں کا جز ہوگا، اور نصوص سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ فَاطِمَةُ بَضْعَانِ مِثْلِي (فاطمہ میرا پارہ ہے) اور پارہ بدن کا ٹکڑا اور حصہ جز ہی ہوتا ہے۔

ایک شبہ کا جواب | البتہ یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ جب بچہ طرفین کا جز ہے تو نسب دونوں جانب کیوں ثابت نہیں ہوتا؟ صرف باپ سے نسب کیوں ثابت کیا جاتا ہے؟

لے یہ استدلال سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان سے مانور ہے، دیکھئے مہر، بیان محرمات

اس کا جواب یہ ہے کہ قیاس جلی تو یہی تھا کہ دونوں جانب نسب ثابت ہوتا لیکن یہاں ایک قیاس خفی بھی ہے، اور وہ یہ ہے کہ نسب کا سب سے اہم مقصد تناسر ہے، یعنی ایک دوسرے کی امداد کرنا۔

اب اگر دونوں جانب نسب جوڑ دیا جائے تو بہت ممکن ہے کہ دو مختلف خاندانوں کے اختلاف مزاج کی بنا پر دونوں میں امتزاج نہ ہو سکے، اور تنازع اور رساکشی شروع ہو جائے، نتیجتاً دونوں ہی تناسر سے ہاتھ کھینچ لیں، اور یہ اہم غرض کسی سے بھی حاصل نہ ہو سکے، تناسر لازماً اس وقت حاصل ہو سکتا ہے جبکہ کسی بھی ایک جانب تعلق رہے ورنہ تو دھوبی کے کتے کی مثال ہو جائے گی جو نہ گھر کا نہ گھاٹ کا، نہ ادھر کا نہ اُدھر کا۔

باپ سے نسب کیوں ثابت ہوتا ہے؟ | رہا یہ سوال کہ طرفین میں سے

نسب ثابت کرنے کے لئے کس جانب کو ترجیح دی جائے؟ تو یہ بات طے کرنا کچھ زیادہ مشکل نہیں ہے، ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ باپ کی جہت تناسر کے لئے بنسبت ماں کی جہت کے قوی ہے، لہذا نسب صرف باپ سے جوڑا جائے گا، ماں کے ساتھ نہیں جوڑا جائے گا، البتہ اگر کسی وقت باپ کی جہت جو قوی تھی، حاصل نہ رہے تو پھر تناسر

کے لئے ماں کی جانب نسب جوڑا جائے گا، کیونکہ جب قوی تناسل نہ رہا تو ضعیف ہی سہی، جیسے ملاعنہ کا لڑکا، جب باپ نے اس کی نفی کر دی تو اس کا نسب ماں اور اس کے خاندان کی طرف جوڑ دیا جاتا ہے، یا جیسے سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نسب کہ جب آپ کا کوئی باپ ہی نہ تھا تو قرآن عزیز نے جگہ جگہ ماں کے ساتھ آپ کا نسب جوڑا ہے۔

ولد علت خفی ہے

بہر حال سچے حرمت مصاہرت کے لئے اصلی اور حقیقی علت ہے لیکن سچے عادت

نوماد کے بعد پیدا ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ حرمت مصاہرت کا حکم جاری کرنے کے لئے اس قدر طویل عرصہ کا انتظار نہیں کیا جاسکتا اس دشواری کے حل کے لئے جب ہم شریعت مطہرہ میں غور کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ جہاں کہیں علت خفی ہوتی ہے سبب ظاہری کو اس کی جگہ رکھ دیا جاتا ہے، مثلاً بدن سے نجاست کا نکلنا ناقض وضو ہے، لیکن جب انسان سو جاتا ہے تو کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ سبیلین سے کچھ نکلا یا نہیں، یعنی خروج نجاست جو علت حقیقی ہے بجا لیتا نوم اس کا ادراک خفی ہے، اس لئے شریعت نے خروج کی جگہ استرخاء مفصل (جوڑوں کے ڈھبلا پڑ جانے) کو رکھا، کیونکہ استرخاء مفصل

ہی سبیلین سے نجاست نکلنے کا سبب ہے، لیکن استرخار کا ادراک بھی دشوار ہے، لہذا استرخار کی جگہ اس کے سبب کو یعنی غفلت کو رکھا، اور غفلت کا ادراک بھی ہر صورت میں مشکل ہے، اس لئے غفلت کے سبب کو یعنی نیند کو مِنْ حَيْثُ اِنَّهُ يُفْضِيْ اِلَى الْاَسْتِرْحَاءِ خروجِ نجاست کے قائم مقام کر دیا، اب نقض وضو کے تمام احکام نیند پر متفرع ہوں گے، اصل سبب یعنی خروجِ نجاست پر حکم موقوف نہ رہے گا اور چونکہ مطلق نیند خروجِ نجاست کے قائم مقام نہیں ہے بلکہ وہ نیند خروجِ نجاست کے قائم مقام ہے جو غفلت اور استرخار کا سبب بنے اس لئے اگر کوئی سنت طریقہ کے مطابق سجدہ کی حالت میں سو جائے یا رکوع کی حالت میں یا قیام کی حالت میں یا قعود کی حالت میں بغیر ٹیک لگائے سو جائے تو وہ نیند ناقض وضو نہ ہوگی، کیونکہ اس سے استرخار نہیں ہوتا اسی طرح انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نیند بھی ناقض وضو نہیں ہے کیونکہ وہ مُفْضِيْ اِلَى الْاَسْتِرْحَاءِ نہیں ہے، استرخار غفلت کی وجہ سے ہوتا ہے، اور انبیاء کی نیند غافل نہیں کرتی۔

ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ وتر سے پہلے سو جاتے

ہیں اور پھر تجدید وضو کے بغیر وتر پڑھ لیتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ **يَا عَائِشَةُ تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي** (اے عائشہ میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا) یعنی میری نیند غفلت پیدا نہیں کرتی۔

بہر حال نقض وضو میں اصلی سبب خروج نجاست کو ہٹا کر اس کی جگہ سبب ظاہری (جس کا شخص ادراک کر سکے) کو رکھا گیا ہے، اس لئے تمام احکام اسی قائم مقام پر جاری ہوتے ہیں لیکن اگر کسی جگہ نیند کا وجود نہ ہو بلکہ بیداری ہی میں سبیلین سے نجاست نکلے یا بغیر نیند کے استرخار کا تحقق ہو جائے مثلاً اعمار (بے ہوش ہونے) کی حالت میں تو اس وقت بھی وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ اصل ناقض خروج نجاست ہے اور اس کا نائب استرخار ہے نیند تو نائب در نائب ہے

یا جیسے مسافر کے لئے
رخصت کی حقیقی علت
مشقت ہے، لیکن

ظاہری علامت کو حقیقی علت
کی جگہ کہنے کی دوسری مثال

اس کا ادراک خفی ہے، کیونکہ کسی کی طبیعت تو ایسی ہوتی ہے کہ وہ سہیل ریل کے دوسرے درجہ میں اور بھڑ میں کھڑے کھڑے سفر کر لیتا

ہے، اور اسے بالکل تکان نہیں ہوتا اور کوئی سو میل فرسٹ کلاس میں لیٹ کر سفر کرتا ہے، پھر بھی انتہائی درجہ تھک جاتا ہے، نیز اس علت کا اور اک ختم سفر پر ہوگا، کہ مشقت ہوئی یا نہیں؟ اور جب سفر ختم ہو چکا تو اب علت معلوم ہونے کا فائدہ کیا؟ اس لئے شریعت نے اصلی علت کو ہٹا کر اس کی جگہ نفس سفر من حیث اَنَّهُ یُقْضٰی اِلٰی الْمَشَقَّةِ کو رکھ دیا، کیونکہ یہ (۷۷) کلومیٹر اور ۲۴ میٹر کا سفر ایسا سبب ہے جس کا شخص اور اک کر سکتا ہے، لہذا رخصت صوم و صلوٰۃ کے احکام اصلی علت (مشقت) پر دائر نہ ہوں گے، بلکہ اس قائم مقام یعنی مدت سفر پر دائر ہوں گے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ شریعت میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ اصلی علت کے خفی ہونے کی صورت میں سبب ظاہری کو اس کا قائم مقام کر دیا جاتا ہے، اور تمام احکام اسی قائم مقام پر دائر کر دئے جاتے ہیں۔

جماعِ حقیقی کا قائم مقام ہے | زیر بحث مسئلہ میں بھی چونکہ

حرمیتِ مصاہرت کی علت حقیقی (بچہ) پوشیدہ علت ہے، اس لئے شریعت مطہرہ نے ولد کی جگہ پر حرمیتِ مصاہرت کا سبب وطی (جماع) کو قرار دیا ہے کیونکہ جماع

ولد کا سبب ہے، لہذا حرمت مصاہرت کا مدار جماع پر ہوگا، لیکن جماع من حیث ہو ہو نہیں بلکہ من حیث اذہ مَفْضُ الی الولد پر مدار ہوگا پس حرمت مصاہرت زنا سے بھی ثابت ہو جائے گی کیوں کہ حرام جماع بھی ولد تک مَفْضی ہے

جماع بھی سبب خفی ہے | پھر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جماع بھی سبب خفی ہے، کیونکہ

دو دُشمنوں کا پرائیوٹ معاملہ ہے، ہر کوئی اس فعل سے واقف نہیں ہو سکتا، اس لئے دشواری اب بھی باقی ہے۔

نکاح جماع کا قائم مقام ہے | اس لئے شریعت مطہرہ نے جماع کی جگہ پر نکاح

کو رکھا، لیکن من حیث ہو ہو نہیں بلکہ من حیث اذہ مَفْضُ الی الجماع، کیونکہ نکاح داعی الی الجماع ہے، اسی بنا پر نکاح صحیح ہوتے ہی حرمت مصاہرت کی اقسام ثلاثہ میں حرمت ثابت ہو جاتی ہے اور ریبہ کا استثناء نص کی وجہ سے ہے، ورنہ قیاساً وہاں بھی نکاح صحیح ہوتے ہی حرمت ثابت ہو جانی چاہئے تھی، ہاں البتہ نکاح فاسد سے حرمت ثابت نہ ہوگی، کیونکہ نکاح فاسد، فاسد ہونے کی وجہ سے مَفْضی الی الجماع اور داعی الی الجماع نہیں ہے، بلکہ مانع عن الجماع ہے

کیونکہ نکاح فاسد میں شریعت نے جماع ناجائز قرار دیا ہے، لیکن اگر کسی جگہ نکاح نہ پایا جائے بلکہ جماع (زنا) ہی پایا جائے تو اس سے بھی حرمت ثابت ہو جائے گی جس طرح نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ وہ استرخاء مفاصل کا سبب ہے لیکن اگر استرخاء مفاصل کا وجود بغیر نیند کے ہو جائے جیسے اغمار میں تو وہاں بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے، اسی طرح نکاح سے حرمت اس لئے ثابت ہوتی تھی کہ وہ سبب جماع ہے، اب اگر کسی جگہ نکاح نہ پایا جائے بلکہ صرف جماع (زنا یا نکاح فاسد و باطل کے بعد جماع) پایا جائے تو وہاں بھی حرمت ثابت ہو جائے گی۔

دواعی بحکم جماع ہیں | اب رہ گئے دواعی جماع۔ تو وہ بھی بحکم جماع ہیں، کیونکہ یہاں بھی دو قیاس ہیں۔

(۱) چونکہ دواعی جماع ولد کے اسباب بعیدہ ہیں اس لئے ان کو ولد کے قائم مقام نہ کرنا چاہئے۔

(۲) دواعی چونکہ جماع کے لئے اسباب قریبہ ہیں (اگرچہ ولد کے لئے اسباب بعیدہ ہیں) اس لئے دواعی کو بحکم جماع رکھنا چاہئے اور جب وہ جماع کے قائم مقام بن جائیں گے اور جماع ولد کا قائم مقام ہے، تو جماع جمیع انواع و اقسامہ ولد کے قائم مقام بن جائے گا جس

طرح نکاح وطی کا قائم مقام تھا، کیونکہ وہ اگرچہ ولد کا سبب بعید تھا، مگر جماع کا سبب قریب ہے، اسی طرح دواعی بھی داعی الی الجماع ہیں اور اس کے اسباب قریبہ ہیں، لہذا وہ جماع ہی کے حکم میں ہوں گے، اگرچہ سچے کے لئے وہ اسباب بعیدہ ہیں بلکہ

اول قیاس جلی ہے اور دوسرا قیاس خفی ہے، احناف نے قیاس خفی کو جلی پر استحساناً ترجیح دی ہے، کیونکہ حرمت کے معاملہ میں احتیاط پر عمل کرنا لازم ہے، اور احتیاط اسی صورت میں ہے کہ دواعی کو جماع کے قائم مقام رکھ کر ولد کے قائم مقام کر دیا جائے۔
سب دواعی کیوں نہیں لیتے؟ البتہ یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ جماع کے

تمام دواعی مثلاً بات کرنا، دور یا نزدیک سے بدن کے کسی حصہ کو دیکھنا، ہاتھ لگانا، آواز سننا چل کر جماع کے لئے جانا وغیرہ وغیرہ سب کو کیوں حکم جماع نہیں رکھا گیا؟ اور صرف دو تین ہی کو کیوں لیا گیا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ابھی ہم ذکر کر آئے ہیں کہ دواعی کو

۱۲۱
 لہ علامہ کا سانی رحمۃ اللہ علیہ نے بدائع الصنائع میں اس استدلال کی طرف اشارہ فرمایا ہے دیکھیے

بمنزلہ جماع پھر بمنزلہ ولد استحساناً رکھا گیا ہے، یعنی قیاس خفی کو قیاس جلی پر ترجیح دی گئی ہے، اور وجہ ترجیح احادیث و آثار ہیں، اب آپ احادیث و آثار پر نظر ڈالئے وہ تین ہی دواعی کو بحکم جماع رکھتے ہیں، یعنی مس بالمشہوۃ، تقبیلؑ، اور نظر الی الفرج کو۔ اور جب ہم نے آثار کی بنا پر قیاس خفی کو ترجیح دی ہے، تو جن جن دواعی کے بارے میں آثار ہوں گے، صرف انہی کو بحکم جماع رکھا جائے گا۔

فرج داخل کی تخصیص کیوں؟ | یہاں یہ بات واضح کرنی ضروری ہے کہ فرج

خارج حقیقۃً فرج نہیں ہے، لفظ فرج (شکاف) کا حقیقی مصداق فرج داخل ہے، اس لئے فرج داخل کی طرف نظر کرنا حرمت مصاہرت کا سبب ہے، فرج خارج کی طرف نظر کرنا حرمت کا سبب نہیں ہے، علاوہ ازیں احادیث و آثار میں لفظ فرج مطلق ہے، اور قاعدہ ہے کہ مطلق سے فرد کامل مراد ہوتا ہے، اس لئے یہاں بھی فرد کامل یعنی فرج داخل مراد لی جائے گی۔

خلاصہ بحث

خلاصہ بحث یہ ہے کہ زنا بحکم جماع ہے، اسی طرح دواعی جماع بھی بحکم جماع ہیں، اگرچہ قیاس جلی کا تقاضہ یہ تھا کہ یہ سب امور جماع کے قائم مقام نہ ہوتے

لیکن استحساناً قیاس خفی کو قیاس علی پر ترجیح دی گئی ہے، قیاس خفی یہ ہے کہ حقیقی علت ولد ہے اور جماع من حیث انہ مفوض الی الولد کو ولد کی جگہ رکھا گیا ہے، اور رد و اعمی، جماع کے اسباب قریبہ ہونے کی وجہ سے اس کے ساتھ ملحق ہیں، نیز زنا بھی (زنا ہونے کے پہلو سے قطع نظر کرتے ہوئے) جماع ہی ہے، اور مفوض الی الولد ہے اس لئے اس سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔

احناف نے احادیث و آثار کی وجہ سے قیاس خفی کو ترجیح دی ہے۔ کیونکہ قیاس خفی اگرچہ ادراک کے اعتبار سے خفی ہے لیکن آثار و نتائج کے اعتبار سے قوی ہے، اب ہم اثر و نتیجہ کی قوت کی وضاحت کرتے ہیں۔

قوت اثر | حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ حرمت مصاہرت صرف انہی چیزوں سے ثابت ہو سکتی ہے جن سے عدت و نسب ثابت ہوتے ہیں، یعنی عقد صحیح یا عقد فاسد کے بعد جماع یا وطی بالثبہ۔

اور احناف کی رائے یہ ہے کہ ثبوت نسب کو اس سلسلہ میں کوئی دخل نہیں ہے بلکہ کیونکہ ثبوت نسب وغیرہ کو اگر علت قرار دیا جائے تو وہ علت آثار و نتائج کے اعتبار سے ضعیف ہوگی، اور اگر جماع کو سبب و علت بنایا جائے گا تو وہ آثار و نتائج کے اعتبار سے قوی ہوگی، اس لئے اسی کو علت بنانا مناسب ہے، کیونکہ عقد کے بعد بھی حرمت نہ آئے ایسا ہونا ممکن ہے، رہیہ کی حرمت عقد صحیح ہونے پر بھی ثابت نہیں ہوتی، لیکن کوئی جماع ایسا نہیں ہے کہ اس کے بعد بھی حرمت نہ آتی ہو بلکہ جہاں کہیں جماع پایا جائے گا حرمت ضرور پائی جائے گی۔ لہذا جماع عقد (نکاح) سے مؤکد ہوا، اس لئے وہی اس بات کا مستحق ہے کہ علت اور سبب بنے۔

اور جب جماع کو سبب بنا دیا گیا تو پھر جائز و ناجائز کا فرق نہیں کیا جائے گا جیسے کہ فسادِ صوم، فسادِ حج اور وجوبِ غسل میں حلال و حرام جماع کا فرق نہیں ہے، اسی طرح حرمتِ مصاہرت کے ثبوت میں بھی حلال و حرام جماع کے درمیان فرق نہ کیا جائے گا۔

قوتِ نتیجہ | یہ بحث تو قوتِ اثر کی تھی، اب قوتِ نتیجہ کی بات

سینے، زنا کے سلسلہ میں قرآن وحدیث میں شدید وعیدیں وارد ہوئی ہیں، رجم کا حکم، حد کا وجوب، نارحہم کی وعید، الحاق نسب کی ممانعت یہ تمام امور از قبیل تشدیدات ہیں، یعنی اس لئے ہیں کہ لوگ زنا سے بچیں، لہذا حرمت مصاہرت بھی ثابت کی جائے گی، تاکہ زنا کی تشدید میں مزید اضافہ ہو، اور لوگ زنا سے بچیں، گویا حرمت مصاہرت زنا کی لعنت روکنے کے لئے ممدومعاون ہے، مثلاً حج کا احرام باندھ کر کوئی شخص بیوی سے جماع کر لے تو حج فاسد ہو جاتا ہے، اب اگر کوئی ناعاقبت اندیش احرام باندھ کر زنا کر لے تو بھی حج فاسد ہو جائے گا۔ بہر حال زنا سے حرمت مصاہرت ثابت کرنے میں زنا کی لعنت روکنے میں یا کم کرنے میں مدد ملتی ہے، اور یہ ایک ایسا عظیم فائدہ ہے جسے ہر ذی فہم سمجھ سکتا ہے، برخلاف عدت ونسب کے کہ ان کو علت بنانے میں کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔

ایک روایت پر نظر | بات مکمل ہو چکی ہے لیکن دو باتوں کی وضاحت ضروری ہے، اول اس کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ

الرجل يتبع المرأة
 حراماً أينك امهله
 او يتبع الام حراماً
 اينك بنتها قال رسول
 الله صلى الله عليه وسلم:
 لا يحرم الحرام الحلال،
 انما يحرم ما كان
 بنكاح ...

ایک شخص حرام کے ارادے سے ایک
 عورت کے پیچھے پڑا ہوا ہے کیا اب وہ
 اس کی ماں سے نکاح کر سکتا ہے؟ یا ایک
 شخص حرام کے لئے کسی عورت کی
 ماں کے پیچھے پڑا ہوا ہے، کیا اب وہ
 اس کی بڑی سے نکاح کر سکتا ہے؟
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
 فرمایا کہ حرام حلال کو حرام نہیں کرتا،
 حرمت مصاہرت نکاح ہی سے آسکتی ہے

(احکام القرآن ۲/۱۳۱)

اس حدیث سے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ استدلال فرماتے
 ہیں کہ زنا سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی، لیکن اول تو اس حدیث
 کے جملہ طرق غیر ثابت ہیں، جصاص رحمۃ اللہ علیہ جو فن حدیث کے نقاد ہیں،
 تحریر فرماتے ہیں۔

هذه الاخبار باطلة عند اهل
 المعرفة ورواها غير مرضيين

فن حدیث کے ماہرین کے نزدیک یہ تمام
 روایات باطل ہیں اور ان کے راوی ناپسندیدہ ہیں

لہ حضرت عائشہؓ والی مذکورہ حدیث دارقطنی اور طبرانی نے روایت کی ہے، اس
 کی سند کے متعلق حافظ ابن حجر بھی تسلیم فرماتے ہیں کہ وہ فی اسنادہا عثمان بن
 عبد الرحمن الوقاصی وہو متروک (فتح ۱۳۲/۹)

ثانیاً اس روایت میں وطی حرام (زنا) کا سوال نہیں ہے ، سوال صرف یہ ہے کہ ایک شخص کسی عورت کے پیچھے پڑے یعنی اس کو دیکھتا ہے ، پھسلاتا ہے ، تو کیا یہ حرام کام حرمت مصاہرت کو ثابت کرے گا ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سوال کے متعلق جواب عنایت فرمایا ہے کہ اس سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی ، صرف وہ پیچھے پڑنا حرمت کو ثابت کرتا ہے جو نکاح سے ہو یعنی اگر کوئی کسی عورت کے پیچھے پڑے اور اس سے نکاح کر لے تو نکاح ہوتے ہی حرمت ثابت ہو جائے گی ۔

حدیث شریف کا یہ مطلب لینا اس لئے بھی ضروری ہے کہ حضرت عائشہ رضی ساس کے ساتھ زنا کرنے سے بیوی کی حرمت کی قائل ہیں جیسا کہ پہلے نقلی دلائل کے ضمن میں ذکر چکا ہے اور قاعدہ ہے کہ راوی کا مذہب اس کی روایت کے خلاف نہیں ہو سکتا ۔

ابن عباس رضی کا مذہب | دوسری بات قابل ذکر یہ ہے کہ بخاری شریف میں حضرت ابن عباس رضی

کا فتویٰ مذکور ہے کہ اگر کوئی شخص ساس کے ساتھ زنا کرے تو اس سے بیوی حرام نہیں ہوتی قال البخاری فی باب ما یجمل من النساء وما یحرم من کتاب النکاح قال عکرمۃ عن ابن عباس رضی

اذا زني بها لا تحرم عليه امرأته ووصله اليه بقى بلفظ في رجل غشي ام امرأته لا تحرم عليه امرأته (عمدة دفع)

لیکن حضرت ابن عباسؓ ہی سے اس کے خلاف بھی فتویٰ مروی ہے

قال البخاری فی صحیحہ ویزدکر عن ابی نصران ابن عباس حرمة اہ ووصلہ الثوریؒ فی جامعہ من طریقہ ولقطہ ان رجلا قال انه اصاب ام امرأته فقال له ابن عباس حرمت عليك امرأتك وذلك بعد ان ولدات منه سبعة اولاد کلہن بلغ مبلغ الرجال (عمد)

خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص کے سات لڑکے ہتھیار باندھنے کے قابل ہو گئے تھے اس کے بعد بھی ابن عباس رضی اللہ عنہا نے اس کی بیوی سے تفریق کرادی۔ کیونکہ (قبل نکاح) اس نے ساس سے ناجائز انتفاع کیا تھا لہ

لہذا جب حضرت ابن عباسؓ کے دونوں فتوؤں میں تعارض ہے تو دونوں روایتیں ساقط الاعتبار ہوں گی یا کوئی وجہ ترجیح تلاش کرنی ہوگی۔

۱۔ دیکھئے فتح الباری ۱۳۵/۹ وعمدة القاری ۳۹۵/۹

۲۔ اعلام السنن ۲۳/۱۱ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی عدم حرمت کا فتویٰ مروی ہے لیکن اس کی سند منقطع ہے (فتح ابن حجر ۱۳۶/۹)

ابن عباس رضی کے تلامذہ حرمت کے قائل ہیں | اسلاف کے اختلاف اقوال

کا سبب اجتہاد کا بدل جانا ہوتا ہے لیکن حضرت ابن عباس رضی کے متعلق ایک اور سبب بھی ہے، وہ یہ ہے کہ آپ درس میں طلبہ کے سامنے مسائل، بعض مرتبہ اس انداز سے پیش کرتے تھے کہ اجنبی آدمی اس کو ان کا مذہب خیال کرتا تھا لیکن درحقیقت وہ طلبہ کی تمرین کے لئے ہوتے تھے، مثلاً ابن عباسؓ نے آیت وضو پڑھاتے ہوئے طلبہ سے فرمایا کہ ”بھئی ہم کو تو قرآن میں پیرو ہونے کا ذکر نہیں ملتا، صرف مسح کرنے کا تذکرہ ہی ملتا ہے، مگر صحابہ مانتے نہیں“ ظاہر ہے کہ جو شخص حضرت کی اس بات کو سنے گا وہ یہی خیال کرے گا کہ یہ ان کا مذہب ہے، اور ان کے نزدیک وضو میں پیرو ہونے کا ثبوت قرآن سے نہیں ہے، چنانچہ ایسا خیال پیدا ہوا بھی، اور اس قسم کی روایت موجود بھی ہے کہ ان کا مذہب مسح کرنے کا ہے لہٰذا حالانکہ ان کا منشا یہ تھا کہ طلبہ کے ذہن اس مسئلہ کی طرف متوجہ ہو جائیں اور وہ اس کے متعلق مکمل تحقیق کر لیں۔ زیر بحث مسئلہ میں حضرت ابن عباسؓ کے دو

جلیل القدر شاگرد حضرت عطار اور حضرت طاؤس ثبوت حرمت کے قائل ہیں اس لئے ممکن ہے کہ عدم حرمت حضرت ابن عباسؓ کی پہلی رائے ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ ان کی حقیقی رائے نہ ہو بلکہ صرف طلبہ کی توجہ اس مسئلہ کی طرف منعطف کرنے کے لئے ایک بات کہی ہو۔ واللہ اعلم۔

اب ضروری باتیں تقریباً مکمل ہو چکی ہیں، آخر میں چند مسائل حرمت مصاہرت کے سلسلہ کے لکھے جاتے ہیں۔

بیخبری چہالت اور بھول سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے

مسح بالشهوة یا نظر الی الفرج بالشهوة سے حرمت مصاہرت کے ثبوت کے لئے ضروری نہیں ہے کہ یہ فعل بالقصد کیا جائے بے خبری چہالت یا بھول سے یہ حرکت ہو جائے تو بھی حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔ فی الدر المختار ولا یفرق فیہا ذکر فی اللمس والنظر بشهوة بین عمد ونسیان وخطاء واکراہ۔

بعض حضرات کہہ دیتے ہیں کہ اس میں ہمارا کیا قصور؟ تو بات یہ ہے کہ حرمت مصاہرت کے ثبوت کا مدار کسی کے قصور پر نہیں ہے، آپ کا قصور کچھ بھی نہیں تاہم حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی، ثبوت

حرم کا مدار سبب پر ہے، جب سبب پایا گیا تو مسبب بھی پایا جائے گا اگر کوئی شخص بھول سے یا بھالت سے یا بے خبری سے زہر کھالے تو کیا وہ مرے گا نہیں؟ آخر اس کا کیا قصور جو مر گیا؟ وجہ صرف یہ ہے کہ زہر کھانا سبب موت ہے، قصور اور عدم قصور کو موت میں دخل نہیں ہے، سبب کے پائے جانے پر مسبب ضرور پایا جائے گا۔

لہذا اگر کسی نے بیوی کو مجامعت کے لئے اٹھانا چاہا، غلطی یا بھول سے بیوی کی مشتبہ لڑکی کو ہاتھ لگ گیا اور مس کے جملہ شرائط پائے گئے یا عورت نے شوہر کو اٹھانا چاہا، اندھیرے میں یا بھول سے شوہر کے لڑکے سے اس کا ہاتھ لگ گیا اور مس سے حرمت ثابت ہونے کی تمام شرائط پائی گئیں تو حرمت ثابت ہو جائے گی یعنی بیوی شوہر کے لئے حرام ہو جائے گی۔ فی الدرالمختار۔ فلو ایقظ زوجته او ایقظتہ ہی لجماعہا فمستیدہ بنتہا المشتہاۃ او یدھا ابنہ حرمت الام ابداً

لہذا بڑی اولاد کے سونے کی جگہ علیحدہ رکھی جائے، پاپھر مکمل احتیاط سے کام لیا جائے۔ حلیہ ناجزہ میں ہے کہ

معاذ کو بیوی کے اصول و فروع مؤنتہ سے اور عورت کو مرد کے اصول و فروع مذکرہ سے سخت احتیاط لازم ہے (و فی حاشیہ)

یعنی نہ ایسی حرکات شنیعہ کا قصد ازلکاب کرے، نہ ایسا کوئی کام کرے جس میں کوئی احتمال ہو۔ مثلاً بیوی جس کمرے میں لیٹی ہے اگر وہاں دوسری مستورات بھی ہوں تو جب تک اس کو جگا کر اور بان چیت کر کے پورا یقین نہ ہو جائے کہ یہ بیوی ہے اس وقت تک ہاتھ ہرگز نہ لگائے، پلنگ معین ہونے وغیرہ کو ہرگز کافی نہ سمجھے، کہ اس میں بعض مرتبہ غلطی ہو جاتی ہے۔ (حیلہ ناجزہ ص ۹۶)

حرمتِ مصاہرت ثابت ہونے سے نکاح فاسد ہو جاتا ہے
اور دوسری جگہ نکاح کے لئے متارکت قولی ضروری ہے

جن صورتوں میں بیوی سے حرمتِ مصاہرت ثابت ہوتی ہے ان تمام صورتوں میں نکاح ختم نہیں ہوتا، بلکہ فاسد ہوتا ہے، اس لئے خواہ کتنا ہی عرصہ گزر جائے وہ عورت دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی دوسری جگہ نکاح اسی صورت میں کر سکتی ہے کہ شوہر کی طرف سے متارکت قولی پائی جائے، یعنی شوہر کہے کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا یا میں نے تیری راہ کھلی کر دی یا یوں کہہ دے کہ میں نے تجھے طلاق دیدی (او بمعناہ) متارکت فعلی، یعنی عزم ترکِ زوجہ کافی نہیں یا پھر دوسری

صورت یہ ہے کہ قاضی کی طرف سے تفریق واقع ہو جائے۔ اور اس کے بعد عورت عدت گزارے، جب کہیں جا کر دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہوگا، قال محمد رحمۃ اللہ علیہ فی الاصل: النکاح لا یرتفع بحرمۃ المصاہرۃ لہذا اگر کوئی واقعہ ایسا ہو جائے تو عورت کو بھی لازم ہے کہ اپنے خاوند کے پاس ہرگز نہ رہے، اور مرد کے ذمہ بھی واجب ہے کہ فوراً اس عورت کو الگ کر دے (جیلہ تاجرہ)

ایک صورت میں متارکت فعلی بھی جائز ہے

البتہ اگر قبل الدخول حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے تو متارکت قولی کے ضروری ہونے میں اختلاف ہے، بعض نے متارکت فعلی مع غرم عدم عود کو بھی کافی کہا ہے، غرم عدم عود کے سوا متارکت فعلی کا کوئی اعتبار نہیں اور بعض نے اس صورت میں بھی متارکت قولی کو لازم کہا ہے، عبارات فقہاء سے قول اول کو ترجیح معلوم ہوتی ہے، مگر احتیاط قولی ثانی میں ہے۔

ایک صورت میں عورت کی طرف سے بھی متارکت ہو سکتی ہے

اگر حرمت مصاہرت عقد نکاح کے قبل سے موجود ہو تو عورت

کی جانب سے بھی متارکت ہو سکتی ہے، لیکن اگر حرمت مصاہرت عقد کے بعد طاری ہوئی ہے، مثلاً اساس سے (عقد کے بعد) زنا کیا، تو اب بیوی کی طرف سے متارکت صحیح نہیں ہے، شوہر ہی کی طرف سے متارکت ضروری ہے۔ لہ

لیکن اگر خاوند بے دینی
اگر شوہر متارکت نہ کرے تو؟ اختیار کرے اور عورت

کو الگ نہ کرے تو عورت کو قاضی کے پاس نالش کر کے تفریق کا حکم حاصل کرنا چاہیے اور جس علاقہ میں قاضی نہ ہو وہاں اگر کوئی مسلمان حاکم، حکومت وقت کی جانب سے ایسے معاملات میں تفریق کا اختیار رکھتا ہو تو اس کے پاس مقدمہ پیش کرے، ورنہ مسلک مالکیہ کے مطابق جماعت مسلمین سے رجوع کیا جائے۔

جماعت مسلمین کا مفصل بیان حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے حیلہ ناجزہ میں ہے، لیکن جماعت مسلمین سے فیصلہ کرنا بد رتبہ مجبوی ہے، یعنی جب قاضی نہ ہو اور قاضی کی تعیین تراضی مسلمین سے بھی ہو سکتی ہے، اگرچہ ایسا قاضی جس کو تمام اختیارات قضا حاصل ہوں،

یعنی حدود و قصاص بھی جاری کر سکے مختلف فیہ ہے، اور صحیح قول یہی ہے کہ اس قسم کا قاضی سلطان کی طرف سے یا مسلمانوں کے کلی اتفاق ہی سے ہو سکتا ہے۔ لیکن جمعہ و جماعات اور فصل خصوصیات کے لئے اس قدر سختی نہیں ہے۔ لہذا مسلمانوں کو ہر جگہ اپنا تضا کا نظام بنانا چاہیے۔

طریق فیصلہ

جب عورت دعویٰ کرے کہ میرے اور خاوند کے اصول و فروع میں سے فلاں مرد کے درمیان یا خاوند اور میرے اصول و فروع میں سے فلاں عورت کے درمیان ایسا ایسا واقعہ پیش آیا ہے۔ جو حرمت مصاہرت کا موجب ہے لہذا مجھ کو خاوند سے الگ کر دیا جائے تو قاضی یا اس کا قائم مقام اولاً شوہر سے بیان لیں۔ اگر اس نے عورت کے بیان کی تصدیق کر دی تب تو تفریق کا حکم کر دیا جائے اور اگر خاوند نے اس

لہ ایک بات یاد رکھنے کے قابل یہ ہے کہ اگر واقعہ زنا کا پیش آیا ہو تو دعویٰ میں زنا کو صراحتہ ظاہر نہ کیا جائے، کیونکہ زنا کے دعویٰ پر چار گواہ پیش نہ ہو سکے تو حد قذف کا اندیشہ ہے بلکہ صرف مباشرت فاحشہ وغیرہ بیان کرے، یعنی یہ کہے کہ شرمگاہ کو شرمگاہ سے بغیر حائل کے ملا لیا گیا ۱۲ منہ

دعویٰ کی تصدیق نہ کی تو عورت سے گواہ طلب کئے جائیں، اگر گواہ پیش نہ ہوں یا ان میں شرائط شہادت موجود نہ ہوں تو خاوند سے حلف لیا جائے اگر وہ حلف کر لے تو مقدمہ خارج کر دیا جائے یعنی نہ تفریق کی جائے اور نہ یہ حکم کیا جائے کہ عورت بدستور شوہر کے ساتھ رہے، اور اگر قاضی نے عورت کو اس کی زوجیت میں رہنے کا حکم دے دیا تو اس کا حکم مسئلہ دوم میں غمقرب آتا ہے، اور اگر وہ حلف سے انکار کر دے تو تفریق کر دی جائے۔

حلف، تصدیق اور شہادت کے متعلق ضروری توضیح

اگر دعویٰ خاوند کے فعل پر ہو، مثلاً یہ کہ اس نے زوجہ کے اصول و فروع میں سے فلاں عورت کو شہوت کے ساتھ پکڑا ہے تب تو خاوند سے حلف اس بات پر لیا جاوے کہ اس نے فعل ہرگز نہیں کیا یا بَشہوت نہیں کیا، اور اگر دوسرے کے فعل پر دعویٰ تھا، مثلاً عورت یوں کہے کہ مجھے خسر نے بَشہوت پکڑا ہے تو خاوند سے اس طرح حلف لیا جاوے کہ

لے اور اس صورت میں اس شوہر کے ساتھ رہنا اور اپنے نفس پر قدرت دینا جائز ہے یا نہیں۔ اس کا حکم غمقرب مسئلہ دوم میں آتا ہے ۱۲ منہ

بذرا کی قسم میرا زیادہ تر خیال یہ ہے کہ عورت اس دعوے میں سچی نہیں اور اس واقعہ کا ہونا یا شہوت کے ساتھ ہونا میرے دل کو نہیں لگتا۔

اور گواہی میں یہ تفصیل ہے کہ دہن اور رخسار پر بوسہ دینے اور شرمگاہ یا عضو مخصوص چھونے اور پستان چھونے کے دعوے میں تو صرف ان افعال کی شہادت دینے سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی، شہوت کا انکار مسموع نہ ہوگا، اور تفریق کا حکم کر دینا لازم ہوگا۔ اور پیشانی یا سر وغیرہ پر بوسہ دینے اور باقی بدن چھونے میں اگر یہ شہادت ہو کہ یہ افعال شہوت کے ساتھ ہوئے تھے (اور اس کا علم قرائن سے شایدین کو ہو سکتا ہے) تو اس گواہی سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔ ورنہ صرف افعال پر شہادت دینا کالعدم ہے، اس کی بنا پر تفریق کا حکم نہ کیا جاوے گا، بلکہ خاوند سے حلف لیا جاوے کہ یہ افعال شہوت سے نہیں تھے اگر حلف کر لے تو خیر ورنہ تفریق کا حکم کر دیں گے۔

ایک ضروری فائدہ | یہ تو ظاہر ہے کہ حرمت مصاہرت جن واقعات سے ثابت ہوتی ہے ان میں

احد الزوجین کے ساتھ ایک اور کی بھی شرکت ہوتی ہے اور واقعہ کی صحت اور عدم صحت نیز شہوت کے وجود و عدم کا اس کو بھی علم ہوتا ہے، لیکن باوجود سچی بسیار کہیں یہ جزئیہ نہیں ملا کہ مقدمہ میں اس

سے بیان لیا جاوے گا یا نہیں؟ اگر اس کا بیان ہو تو وہ کیا حیثیت رکھتا ہے؟ قواعد میں غور و خوض کے بعد رجحان اسی طرف ہوا ہے کہ وہ مدعی علیہ نہیں، اس واسطے اس کو مدعی علیہ بنا کر بیان پر مجبور نہ کیا جائے، بلکہ اس کو ایک شاہد سمجھا جائے۔ اور اس کی شہادت معتبر ہونے نہ ہونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر وہ شخص اپنے دوسرے افعال و اقوال کے اعتبار سے عادل ہو اور اس واقعہ میں بھی کسی ایسے فعل کا اقرار نہیں ہے جو مسقط عدالت ہو (مثلاً وطی بالشبہ وغیرہ کا بیان دے) تب تو اس کی شہادت مقبول ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اور اگر کوئی ایسا فعل بیان کرے کہ جس سے اس کا فسق ثابت ہوتا ہو تو اس کی شہادت معتبر ہوگی یا نہیں؟ اس میں بعض وجوہ سے تردد ہے بوقت ضرورت کتب مذہب اور علماء سے تحقیق کر لی جائے۔

البتہ اگر یہ مرد ہو تو اس نے جو شہادت دی ہے وہ خود اس کے حق میں اقرار ہے، اگر آئندہ کسی ایسی عورت سے نکاح کرے جو اس عورت کے اصول و فروع میں سے ہو یا پہلے سے کوئی ایسی عورت اس کے نکاح میں ہو تو ماخوذ بالا قرار ہوگا۔ کمالاً یشفئہ واللہ اعلم بالصواب۔

مسئلہ اول :- اگر خاوند کو غالب گمان ہو کہ ایسا واقعہ ضرور

ہوا ہے جس سے حرمت مصاہرت متحقق ہو گئی تو اس کو انکار کرنا حرام ہے

مسئلہ دوم

اگر عورت کا دعویٰ صحیح تھا مگر شہادت معتبرہ پیش نہ ہو سکی اور خاوند نے حلف کر لیا اس

واسطے قاضی نے مقدمہ خارج کر دیا، یعنی نہ تفریق کی، نہ زوجیت میں رہنے کا حکم دیا تو اس عورت کے لئے جائز نہیں کہ اپنے

اختیار سے شوہر کو اپنے نفس پر قدرت دے، بلکہ خلع وغیرہ کے ذریعہ

اپنے آپ کو اس سے علیحدہ کرنے کی کوشش کرے، اور اگر کوئی تدبیر

کارگر نہ ہو تو جب تک اپنا بس چلے اس شوہر کو کبھی پاس نہ آنے دے

اسی طرح اگر قاضی نے عورت کا دعویٰ رد کرنے کے ساتھ یہ حکم

بھی کر دیا کہ بدستور شوہر کی زوجیت میں رہے، تاہم عورت کو

تمکین جائز نہیں ہے۔

انزال ہو جائے تو حرمت ثابت نہ ہوگی | بس و نظر بالشہوة کے بعد اگر اس

لے اگر شوہر ستارکت نہ کرے تو ۹ والے عنوان سے یہاں تک حیلہ ناجوہ

میں مندرج رسالہ المختار فی مہات التفریق والنخیارات سے ماخوذ ہے بعض

جگہ معمولی لفظی تغیر کیا گیا ہے۔

شہوت کے ساکن ہونے سے قبل انزال ہو جائے تو اب حرمت ثابت نہ ہوگی، کیونکہ لمس و نظر من حیث ہو و سبب حرمت نہیں ہیں، بلکہ من حیث انہما یفرضیان الی الجماع ثم منہ الی الولد سبب ہیں، اور جب انزال ہو گیا تو یہ بات ظاہر ہو گئی کہ یہ لمس و نظر مفضی الی الجماع نہیں ہے کیونکہ اب اس لمس و نظر کے داعیہ سے جماع ناممکن ہے۔
 فی الدر المختار هذا اذا الم یئزل فلو انزل مع مس او نظیر
 فلا حرمة به یفتی قال ابن عابدین لانه بالانزال تبین انه غیر
 مفض الی الوطی۔ (۴۸۶/۲)

عنا یہ شرح ہدایہ کے حوالہ سے ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ مس بالشہوت یا نظر بالشہوت کی صورت میں حرمت کا حکم موقوف رہے گا تا آنکہ نتیجہ سامنے آجائے کہ انزال ہوا یا نہیں، یہی قول مختار ہے ورنہ فتح القدیر میں ابن ہمام نے بعض فقہار کی رائے نقل فرمائی ہے کہ انزال ہونے پر بھی حرمت قائم ہو جائے گی، فراجعہ ان شدت۔

چند جائز رشتے
 سوتیلی ماں کی لڑکی۔ سوتیلی باپ کی لڑکی۔
 لڑکے کی لڑکی۔ سوتیلی والد کی لڑکی
 سوتیلی والد کی ماں۔ سوتیلی ماں کی ماں۔ بیٹے کی ساس۔ بیٹے
 کی بیوی کی لڑکی۔ ربیب کی بیوی۔ راب (پرورش کنندہ) کی

بیوی حلال ہیں۔

سالی کے ساتھ زنا کا حکم | سالی کے ساتھ زنا کرنے سے بیوی حرام نہیں ہوتی

فی الدر المختار وطعی اخت امرأته لا تحرم علیہ امرأته
وفی البخاری قال عکرمۃ عن ابن عباس اذا زنی بخت امرأته
لم تحرم علیہ امرأته . (باب ما یحل من النساء وما یکفر)

البتہ سالی سے اگر وطی بالشبہ ہو تو موطورہ کی عدت (تین حیض) گزرنے تک بیوی سے جماع نہیں کر سکتا، اور اگر زنا کیا ہے تو جب تک سالی کو ایک حیض نہ آجائے بیوی سے جماع نہیں کر سکتا تاکہ حکماً جمع بین الاختین لازم نہ آئے۔

بہو کو شہوت سے چھولیا | اگر بیٹے کی بیوی کو شہوت سے چھولیا یا بوسہ لے لیا، یا فرج

۱۔ البتہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے اس آخری شکل پر اعتراض کیا ہے کہ ماہر زانی کے لئے کوئی احرام نہیں ہوتا، اس لئے ایک حیض تک حرمت کا حکم نہ ہونا چاہئے۔ وکذا قال ابن بطلال انما حرم اللہ الجمع بین الاختین بالنکاح خاصۃ لا بالزنا (عمدة القاری ۳۹۴/۹)

کی طرف دیکھ لیا اور ان تینوں کے جملہ شرائط متحقق ہو گئے تو اب وہ عورت لڑکے کے لئے حرام ہو گئی، کیونکہ وہ منکوحۃ الاب کے حکم میں ہو گئی اور آیت وَلَا تَنْكِحُوا اٰبَاءَكُمْ کے تحت داخل ہو کر حرام ہو گئی۔

ایک شبہ کا جواب مذکورہ مسئلہ میں ایک عوامی شبہ ہے جس کا جواب لکھنا ضروری معلوم

ہوتا ہے، شبہ یہ ہے کہ جب زنا اور دوائی زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے، تو اس سے معاشرے میں بڑی الجھنیں رونما ہو سکتی ہیں۔ مثلاً باپ بیٹے میں لڑائی ہو گئی، باپ نے چاہا کہ بیٹے کا گھر اجاڑ دے، چنانچہ اس نے لڑکے کی بیوی کو شہوت سے چھو لیا۔ اور لڑکے کا گھر اجڑ کر رہ گیا، کیونکہ وہ عورت اب لڑکے کے لئے حرام ہو گئی۔

اسی طرح میاں بیوی میں ناچاقی رہتی ہے، شوہر کسی قیمت پر چھوڑنا نہیں، عورت رہنا نہیں چاہتی، لہذا بہو شہوت سے خسر کو چھو لے اس کو نجات مل جائے گی، کیونکہ اب وہ شوہر کے لئے حرام ہو گئی۔

لہذا جس عورت کو بھی شوہر سے چھوڑنا ہوگا وہ یہ فریب کرے گی

اور اس سے معاشرتی تخرابیاں جو رونما ہو سکتی ہیں وہ شخص سمجھ سکتا ہے
اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شبہ اس لئے پیدا ہوا ہے کہ معاملہ
کے تمام پہلوؤں پر غور نہیں کیا گیا۔

اولاً، تو باپ یا بیویاں اس قسم کی ہوتی کتنی ہیں؟
ثانیاً، جب وہ دعویٰ کریں گے کہ میں نے اپنی بہو کو شہوت
سے چھو یا ہے، یا اپنے خسر کو شہوت سے چھو یا ہے، تو اس سے معاشرہ
میں جو رسوائی ہوگی وہ ظاہر ہے، اس لئے رسوائی کے خوف سے
وہ ایسی حرکت ہرگز نہ کریں گے۔

ثالثاً، ان کے دعوے پر شوہر کو صدق کا ظن غالب ہونا بھی
تو ضروری ہے محض ان کے دعوے سے حرمت کا ثبوت نہ ہوگا۔
اور جب شوہر جانتا ہے کہ باپ میرا دشمن ہے، یا بیوی مکار ہے،
تو اس کو جلد تصدیق حاصل ہونا بھی مشکل ہے۔

رابعاً، متارکت کے بغیر عورت دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی
اگر عورت شوہر کے ساتھ چال چلی ہے تو شوہر اس کو متارکت کے
باب میں کافی سزا دے سکتا ہے، لہذا جب عورت کو معلوم ہوگا کہ
میری اس حرکت پر شوہر متارکت ہی نہ کرے گا اور مجھے زندگی بھر معلق
رہنا ہوگا، تو وہ ہرگز چھوٹنے کے لئے یہ شکل اختیار نہ کرے گی۔

بہر حال معاملہ جس قدر سہل سمجھ لیا گیا ہے اس قدر سہل نہیں ہے، اور فریب بازوں کے لئے حرمت مصاہرت میں نجات کی کوئی راہ نہیں بلکہ الٹا ”چاہ کن“ ہی پھنس کر رہ جائے گا۔

مسئلہ پر آخری نظر | اللہ کے فضل و کرم سے مسئلہ کے تمام گوشوں پر مفصل بحث

کی جا چکی ہے، یہاں ایک مرتبہ پھر یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دقیق اور دور رس نگاہ نے حرمت مصاہرت کے ثبوت کی ایسی عمدہ علت نکالی ہے کہ تمام آیات، احادیث و آثار بے تکلف اس پر ٹھیک ٹھیک منطبق ہو جاتے ہیں البتہ دیگر ائمہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مذہب پر بہت سے آثار اور احادیث کو ترک کرنا پڑے گا۔ و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین . والصلوة والسلام علی سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین .